تنظیم اسلامی کا ترجمان

08

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

13 تا 19 ربیع الثانی 1440ھ / 19 تا 25 فروری 2019ء

بالآخر مسلمان کامیاب ہوں گے

ظالموں اور جباروں کو ہدایت نہیں ہوا کرتی۔ ﴿وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ﴾ (الاعراف)
ان کی سرکشانہ ضلالت کچھ زمانے تک قائم رہے گی۔ کچھ مدت تک بندوں پر خدائی کرتے رہیں گے۔ آخر اللہ کی حجت پوری ہوگی۔ اپنی روش تبدیل کرنے کے لیے انہیں متعدد موقعے دیئے جائیں گے، مہلت دی جائے گی مگر ان کے استبداد میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ انجام کار سب کے سب ظالم نیست و نابود ہو جائیں گے۔ حکومت جاتی رہے گی۔ سطوت و عزت فنا ہو جائے گی۔ نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ دنیا میں اللہ کی بادشاہی قائم ہوگی۔ اور پھر انہی مظلوموں کو برکات الٰہی نصیب ہوں گی، جن کی آزار رسانی میں ایک دنیا کو مزہ آ رہا ہے۔

فنا استبداد کے بعد مسلمان کامیاب ہوں گے۔ ان پر اللہ کی رحمت نازل ہوگی۔ زمانہ بھر کی نعمتوں سے مستفید ہوں گے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ

اس شمارے میں

بھارت کے مسلمانوں کی حالت زار اور پاکستان کا کردار

اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہوں

کشمیر کی آزادی اور پاکستان......

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

اپنی ملت پر قیاس......

سود کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا خطاب

ہوا اور جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے
حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش، ذکر و شکر اور دعا

الھدیٰ (841)

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورَةُ الْاَنْبِيَاء | بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ | آیات:81 تا 83

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ وَكُنَّا بِكُلِّ
شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا
لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾ وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾

آیت ۸۱ ﴿وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ؕ﴾ ”اور (ہم نے مسخر کر دیا تھا) سلیمانؑ کے لیے تیز چلنے والی ہوا کو، جو اُس کے حکم سے چلتی تھی اس سرزمین کی طرف کہ جس میں ہم نے برکت عطا کی تھی۔“

﴿وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ﴿۸۱﴾﴾ ”اور ہم تمام چیزوں کا علم رکھنے والے ہیں۔“

آیت ۸۲ ﴿وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ﴾ ”اور شیاطین میں سے (بھی ہم نے بہت سوں کو مسخر کر دیا تھا) جو اس کے لیے (سمندروں میں) غوطہ خوری کرتے تھے“

یعنی جنات حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے سمندروں میں غوطے لگاتے تھے اور ان کی تہوں سے موتی اور دوسری مفید چیزیں نکال کر لاتے تھے۔

﴿وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ﴾ ”اور وہ اس کے علاوہ بہت سے دوسرے کام بھی کرتے تھے۔“

﴿وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۲﴾﴾ ”اور ہم ہی ان پر نگران تھے۔“

گویا وہ جن حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع تھے تو یہ بھی ہماری ہی قدرت کا کمال تھا۔

آیت ۸۳ ﴿وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ﴾ ”اور ایوب (پر بھی ہمارا فضل ہوا) جب اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا“

حضرت ایوب علیہ السلام بھی جلیل القدر نبی ہیں اور قرآن میں آپؑ کو صابر کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شدید بیماریوں کے ذریعے آپؑ کی آزمائش کی مگر آپؑ ہر حال میں صابر اور شاکر رہے۔ یہی وجہ ہے کہ ”صبرِ ایوب“ ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ واضح رہے کہ شکوہ وشکایت اور جزع فزع صبر کے منافی ہے، جس کا اظہار آپؑ نے کبھی نہیں کیا، البتہ دعا صبر کے منافی نہیں ہے۔

﴿اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۸۳﴾﴾ ”کہ مجھے بہت زیادہ تکلیف پہنچی ہے اور تو تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“

فرمان نبویؐ

اُمورِ ایمان

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْلِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهٗ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ)) (رواہ البخاری)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے بھلی بات کرنی چاہیے یا اسے خاموش رہنا چاہیے، جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ دے، جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی نیکی اور خیر کی بات کرے، ہمسایوں کا خیال رکھے اور مہمان کی عزت وتوقیر کرے، یعنی اس کی اچھی مہمان نوازی کرے، جب کہ غلط گفتگو، بیہودہ گوئی، ہمسایوں کو اذیت میں مبتلا رکھنا اور مہمان کی مہمان نوازی میں بخل سے کام لینا ایمان کے منافی ہے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

13 تا 19 ربیع الثانی 1440ھ جلد 28
19 تا 25 فروری 2019ء شمارہ 08

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا---------------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بھارت کے مسلمانوں کی حالت زار اور پاکستان کا کردار

مغرب نے دنیا کو جو طرزِ حکومت (جمہوریت) دیا ہے اُسے مثالی طرز حکومت سمجھا جاتا ہے اور جمہوری ملک کا سیکولر ہونا بھی ایک طے شدہ معاملہ سمجھا جاتا ہے۔ پاکستان کا پڑوسی ملک بھارت دنیا کی سب سے بڑی جمہوری ریاست اور سیکولر ہونے کا دعوے دار ہے۔ جہاں تک سب سے بڑی جمہوریت ہونے کے دعویٰ کا تعلق ہے تو اس حقیقت کو تسلیم کرنا ہوگا، اس لیے کہ آبادی کے لحاظ سے دنیا میں چین کے بعد بھارت ہی سب سے بڑا ملک ہے اور چین میں وہ جمہوریت نہیں ہے جسے مغرب تسلیم کرتا ہو۔ لہٰذا یہ دعویٰ غلط نہیں ہے۔ البتہ سیکولرازم اپنانے کا مطلب ہے کہ ریاست کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ قانون سب شہریوں پر یکساں لاگو ہوگا۔ زبان، ذات، نسل اور رنگ کی بنیاد پر بھی کسی قسم کا امتیازی سلوک نہیں ہوگا۔ سیکولرازم کے ان اصولوں کو بنیاد بنا کر اگر بھارت کو پرکھا جائے تو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی کہ بھارت خاص طور پر بی جے پی کے دور کا بھارت سیکولرازم کی ضد بنا ہوا ہے۔ بھارت آج ایک ایسی انتہا پسند ہندو ریاست میں تبدیل ہو چکا ہے جس میں غیر ہندو خاص طور پر مسلمان بن کر جینا ازحد مشکل ہو چکا ہے۔ ریاست کا نام ہندوستان ہونے کی وجہ سے ہندو اسے صرف ہندوؤں کے مقیم ہونے کی جگہ سمجھتا ہے۔ غیر ہندو کا ہندوستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں۔ بی جے پی کی حکومت اعلانیہ ایسے کام کرتی ہے جن کا مقصد واضح ہوتا ہے کہ ہم ہندوستان کو صرف ہندوؤں کا ٹھکانہ سمجھتے ہیں۔ جبکہ کانگرس ڈھکے چھپے انداز میں اور آہستگی سے اسی ہدف کی طرف بڑھتی رہی ہے۔ بہرحال یہ کہنا درست ہوگا کہ سیکولرازم کے حوالے سے بھارت کا اصل چہرہ بی جے پی کے دورِ حکومت میں بے نقاب ہوا ہے۔ آیئے برصغیر ہند کی تقسیم کے بعد اقلیتوں خصوصاً مسلمانوں سے سلوک کے حوالے سے بھارتی تاریخ پر سرسری نگاہ ڈالتے ہیں۔

حیدر آباد دکن کی ریاست اگرچہ بھارت میں گھری ہوئی تھی، لیکن اُس نے پاکستان سے الحاق کا فیصلہ کیا۔ 11 ستمبر 1948ء کو جس دن معمار پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اس دارفانی سے کوچ کر کے ابدی جہان پہنچ گئے، اُسی روز بھارت نے حیدر آباد دکن پر حملہ کر کے ریاست پر قبضہ کرلیا۔ اِس سے پہلے اور بعد میں دکن کے مسلم کش فسادات میں 5 لاکھ بے بس مسلمان شہید کر دیئے گئے۔ 1964ء میں کلکتہ میں 100 سے زائد مسلمان شہید کر دیے گئے، ہزاروں گھروں کو نذرِ آتش کر دیا گیا۔ 1983ء میں آسام کے گاؤں ''تلی'' میں 1800 سے زاہد مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا۔

کشمیر میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ امریکہ، مغرب اور اسرائیل بھارت کی پشت پر ہیں۔ لہٰذا وہ کشمیر میں ہونے والے بے مثل ظلم وتشدد کو چھپاتے رہے۔ مغربی میڈیا میں یا تو کشمیر میں توڑے جانے والے ظلم وستم کا ذکر ہی نہیں ہوتا یا اُس کی شدت ظاہر نہیں کی جاتی لیکن گزشتہ سال سے مغرب میں بھی اس کا ذکر سننے میں آنے لگا۔ یہاں تک کہ اقوام متحدہ کی انسانی حقوق کی کمیٹی کا ممبر کشمیر میں انسانیت سوز مظالم کی روداد سناتے ہوئے رو پڑا۔

پاکستان کے حکمرانوں کا معاملہ یہ ہے کہ کشمیر کے حوالے سے تو وہ بعض اوقات بھارتی ظلم کے خلاف آواز اُٹھا دیتے ہیں، لیکن مسلمانوں کے ساتھ جو ناروا سلوک بھارت کے دوسرے حصوں میں ہو رہا ہے اس سے ہمارے حکمران مکمل طور پر لاتعلق رہتے ہیں۔ اب ہندو پنڈت سوامی سوا روپ نند سرسوتی نے بابری مسجد کی حدود میں رام مندر کی تعمیر کے لیے سنگِ بنیاد رکھنے کے لیے ہندوؤں کو 20 فروری کو ایودھیا جمع ہونے کی کال دی ہے۔ 2014ء کے انتخابات کے موقع پر بھی بی جے پی نے اپنے منشور میں یہ بات شامل کی تھی کہ بابری مسجد کی جگہ پر رام مندر تعمیر کیا جائے گا۔

2002ء میں جب بھارتی ریاست گجرات میں موجودہ وزیر اعظم نریندر مودی وزیر اعلیٰ تھے، تاریخ ہند کے بدترین مسلم کش فسادات ہوئے اور 30 ہزار مسلمانوں کو شہید کر دیا گیا اور دو لاکھ سے زاہد مسلمانوں کو گھروں سے نکال کر جبراً علاقہ بدر کر دیا گیا۔ یہ اس لیے ممکن ہوا کہ وشوا ہندو پریشد کے دہشت گردوں کو حکومت نے اس قتل عام کی کھلی چھٹی دی تھی۔

1992ء میں بابری مسجد کو شہید کر دیا گیا اس پر مسلمانوں نے پُر امن احتجاج کیا لیکن اس کے باوجود ہندو دہشت گردوں نے بال ٹھاکرے کی قیادت میں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ سمجھوتہ ایکسپریس کے دروازے بند کر کے آگ لگا دی گئی اور پاکستان کے سینکڑوں مسلمان دوران سفر زندہ جلا دیے گئے۔

قارئین کو اس بات سے آگاہ کرنا ہمارا قومی و ملی فریضہ ہے کہ کشمیر میں جو بھارت کے ظلم وتشدد میں شدت آئی ہے اور بھارتی افواج کی درندگی اور بہمیت میں جو اضافہ ہوا ہے اس کا ماسٹر مائنڈ اسرائیل ہے۔ اسرائیل بھارت کو انسان کو ٹارچر کرنے کے خوفناک طریقے سکھا رہا ہے تاکہ کشمیریوں میں دہشت پھیل جائے اور وہ بھارت کے خلاف تحریک چلانے سے باز رہیں۔

کیا بھارت میں ہندوؤں کا مسلمانوں پر ظلم وستم اور اسرائیل کا فلسطینیوں کا وقفہ وقفہ سے قتل عام ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں ہے؟ پھر یہ کہ اللہ رب العزت نے قرآنِ پاک میں ہمیں آگاہ نہیں کر دیا تھا کہ مشرک اور یہودی تمہارے بدترین دشمن ہیں، اِس کے باوجود اگر عرب کے حکمران اسرائیل سے دوستی کے لیے مرے جا رہے ہیں اور ہم پاکستان کے مسلمان امن کی آشا اور محبت کے زمزموں کے بہنے کی اور ثقافتی طائفوں کے تبادلوں کی مالا جپتے رہیں تو قصور کس کا ہے؟ سوچیے تو سہی! اپنے مظلوم بھائیوں کے خلاف ظالم کی مدد کون کر رہا ہے؟ ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ بھارت نے روزِ اوّل سے پاکستان کو قبول ہی نہیں کیا۔ وہ ہندوستان کی تقسیم کو اپنے مذہبی عقیدے کے خلاف قرار دیتا ہے اور ہندوستان کو صرف ہندوؤں کا ٹھکانہ قرار دیتا ہے۔ اُن کے نزدیک مسلمان کا وجود ہندوستان کو پلید کر رہا ہے گویا ہندو کے نزدیک مسئلہ کشمیر کا نہیں پاکستان اور مسلمان کے وجود کا ہے۔ یہ بات پاکستان کے سیکولر دوستوں کو سمجھانے کی کوشش کی جائے تو وہ پکار اُٹھتے ہیں تو کیا دو ایٹمی ممالک کو تصادم کی طرف لے جایا جائے تاکہ خطہ تباہ و برباد ہو جائے۔ سوال یہ ہے کہ کون کہتا ہے کہ جنگ واحد آپشن ہے۔ لیکن اپنے دشمن کو پہچانو تو سہی۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ لگا کر ہم نے پاکستان حاصل کیا تھا۔ یاد رکھیے! جان جائیں اور مان لیں کہ پاکستان کو مضبوط اور مستحکم کرنے کے لیے ہمیں اس نعرے میں محمد رسول اللہ کا اضافہ کر کے اِسے بطور نظام پاکستان میں نافذ کرنا ہوگا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ پاکستان میں سیاسی استحکام آ جائے گا۔ معاشی صورتِ حال قابلِ رشک ہو جائے گی۔ معاشرتی اور سماجی لحاظ سے پاکستان صحیح ٹریک پر آ جائے گا۔ دنیا کے بہت سے ممالک کے مفادات پاکستان سے منسلک ہو جائیں گے۔ خود بھارت کو بھی اپنے معاشی مفادات کے تحفظ کے لیے پاکستان سے اچھے تعلقات قائم کرنے کی احتیاج ہوگی۔ تب ہندو بھارتی مسلمان پر ظلم کرنے سے پہلے سوچے گا کہ یہ مسلمان یتیم نہیں ہیں۔ مضبوط اور زور آور پاکستان اُن کی پشت پر کھڑا ہے۔ اُس کے مفادات اس کو مجبور کریں گے کہ وہ بھارتی مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے گویا گیند مسلمانانِ پاکستان کے کورٹ میں ہے کہ وہ پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنا کر بھارت کے مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرتے ہیں یا نہیں۔ اللہ امتِ مسلمہ کا حامی وناصر ہو۔ آمین!

اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہوں!

(سورۃ الزمر کے چھٹے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 08 فروری 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے منتخب نصاب کے دروس کا مطالعہ شروع کیا تھا۔ درمیان میں کچھ وقفہ آگیا تھا۔ آج اسی سلسلے کو دوبارہ شروع کرتے ہوئے ہم سورۃ الزمر کے چھٹے رکوع کا مطالعہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ اس رکوع کی پہلی آیت قرآنِ حکیم کی سب سے زیادہ اُمید افزا آیت ہے۔ اس سورت کا اپنا ایک اسلوب ہے اور خطاب بھی تمام انسانوں سے ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳﴾ (الزمر)

''(اے نبی ﷺ!) آپ کہیے: اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا' یقیناً اللہ سارے گناہ معاف فرما دے گا۔ یقیناً وہ بہت بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

یہ مکی سورت ہے اور مکہ میں آنحضور ﷺ پر ایمان لانے والے گنتی کے چند لوگ تھے۔ حتیٰ کہ نبوت کے تیرھویں برس جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو اس وقت بھی مکہ میں ایمان لانے والوں کی تعداد صرف 2 سو کے لگ بھگ تھی حالانکہ مکہ کوئی چھوٹا شہر نہیں تھا۔ اسی شہر سے غزوۂ اُحد میں تین ہزار کا لشکر بھی مسلمانوں کے خلاف نکل کر آیا تھا۔ ظاہر ہے یہ صرف وہ تھے جو لڑنے کے لیے آئے تھے ان کے باقی بھائی بند تو مکہ میں ہی تھے۔ اس سے اُس وقت کی مکہ کی آبادی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور پھر یہ کہ قرآن مجید میں باقاعدہ مسلمانوں سے خطاب مدنی دور میں شروع ہوا تھا۔ اس سے پہلے عام طور پر تمام انسانوں سے ہی خطاب ہوتا تھا۔ ان میں مشرکین بھی شامل ہوتے تھے جنہوں نے بیت اللہ میں 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ یہ کہنے کو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے تھے لیکن توحید، ایمان اور اسلام کے حقائق سے کوسوں دور تھے۔ یہ اللہ کو نہیں مان رہے تھے، آخرت کو نہیں مان رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو الصادق اور الامین کا خطاب تو دیا تھا لیکن جب آپ ﷺ ان کو راہِ ہدایت کی طرف متوجہ کر رہے تھے تو وہ حضور ﷺ کے جانی دشمن ہو گئے اور پھر دشمنی میں انہوں نے کیا کچھ نہیں کیا؟ کئی دفعہ ابوجہل نے ذاتی طور پر آپ ﷺ پر تشدد کرنے کی کوشش کی۔ یہ مشرکین مکہ کے بہت بڑے بڑے جرائم تھے۔ لیکن اس کے باوجود خطاب ہو رہا ہے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم ڈھایا، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا۔ یعنی یہ سوچ حق کو قبول کرنے میں رکاوٹ نہ بن جائے کہ ہم نے اتنے بڑے بڑے گناہ کر لیے ہیں تو اب ہماری توبہ قبول نہیں ہوگی۔ ہرگز نہیں بلکہ اللہ بہت مہربان، بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

مرتب: ابوابراہیم

یہ بہت اپنائیت والا خطاب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان گناہ گار بندوں کو اپنے بندے کہہ کر پکار رہا ہے جو اسے مانتے ہی نہیں۔ آیت کے آخری حصے کے دو ترجمے کیے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر سکتا ہے اور دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دے گا۔ اس آیت کی تشریح میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے بڑی خوبصورت بات لکھی ہے۔ فرماتے ہیں: ''یہ آیت الرحمن الرحیم کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگزر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفاء کا حکم رکھتی ہے۔ مشرک، ملحد، زندیق، مرتد، یہودی، نصرانی، مجوسی، بدعتی، بدمعاش، فاسق، فاجر، کوئی بھی ہو آیت ھٰذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکل مایوس ہو جانے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی اُس کے لیے کوئی وجہ نہیں کیونکہ اللہ جس کے چاہے سب گناہ معاف کر سکتا ہے۔ کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا، پھر بندہ ناامید کیوں ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کے دوسرے اعلانات میں تصریح کر دی گئی کہ کفر و شرک کا جرم بدون توبہ معاف نہیں کرے گا لہٰذا ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ﴾ کو ﴿لِمَنْ يَّشَاۗءُ﴾ کے ساتھ مقید سمجھنا ضروری ہے۔''

جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ۚ﴾ (النساء:84) ''یقیناً اللہ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اس سے کم تر جو کچھ ہے وہ جس کے لیے چاہے گا بخش دے گا۔''

جیسے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اُحد کے پہاڑ جتنا گناہوں کا ڈھیر بھی ہوگا تو معاف ہو جائے گا۔ چونکہ وہاں سب سے بڑا پہاڑ اُحد کا ہی تھا اس لیے اس کی مثال دی گئی۔ لہٰذا آپ کہہ سکتے ہیں کہ ماؤنٹ ایورسٹ یا کوہِ ہمالیہ جیسے پہاڑ جتنے گناہ ہوں گے تو وہ بھی معاف کر دے گا لیکن شرک ایک ایسا گناہ ہے جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوگا۔ ایک انسان ساری زندگی شرک کرتا رہے لیکن آخری عمر میں اگر توبہ کر لی تو سب معاف ہو جائے گا۔

سورۃ الزمر کی یہ آیت اس لحاظ سے قرآن مجید کی عظیم ترین آیت ہے کہ اس میں تمام گناہوں کی بخشش کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس آیت میں اصل پیغام یہ ہے کہ انسان جتنا بڑا گناہگار بھی کیوں نہ ہو اگر سچی توبہ کر لے گا تو

اللہ سب کچھ معاف کر دے گا۔ یہ نہیں کہ کوئی شخص کہے کہ ساری زندگی میں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے، تمام خلاف شریعت کام میری زندگی کا حصہ تھے، معافی کا حقدار کیسے ہوسکتا ہوں لہٰذا پرانی ڈگر پر ہی چلتے جاؤ۔ دراصل یہ آیت اس مایوسی کا علاج ہے۔ مسلم شریف میں حضرت جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایک آدمی نے کہا کہ رب کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں کو نہ بخشے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کون ہے جو مجھ پہ قسم کھاتا ہے کہ فلاں کو نہ بخشوں گا۔ میں نے تو فلاں کو بخش دیا اور تیرے اعمال ضبط کر لیے۔''

ایک اور حدیث کے راوی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم سے پہلے جو اُمت تھی اس میں ایک آدمی نے 99 قتل کیے تھے۔ لیکن پھر اس کے اندر توبہ کا جذبہ پیدا ہوا تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ اہل زمین میں کون سب سے بڑا عالم ہے؟ اس کو ایک راہب کا بتایا گیا۔ اس کے پاس جا کر اُس نے پوچھا کہ میں نے 99 قتل کیے ہیں تو کیا میرے لیے توبہ کا کوئی امکان ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اس طرح اس نے سو کی تعداد پوری کر لی۔ پھر اس نے کسی سے پوچھا کہ اہل زمین میں کوئی اور بڑا عالم ہے؟ تو اس کی رہنمائی کی گئی ایک بڑے عالم کی طرف۔ اس نے (وہاں جا کر) کہا کہ میں سو انسان قتل کر چکا ہوں تو کیا میرے لیے توبہ کا کوئی امکان ہے؟ اس نے کہا: کیوں نہیں! تمہارے اور تمہاری توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ تمہاری توبہ کا دروازہ کھلا ہے' لیکن ساتھ ہی کہا: 'تم فلاں جگہ چلے جاؤ۔ وہاں ایسے لوگ آباد ہیں جو اللہ کی بندگی کرتے ہیں تو تم ان کے ساتھ مل کر اللہ کی بندگی کرو اور اپنی زمین کی طرف واپس مت جاؤ' کیونکہ وہ بُری جگہ ہے۔ وہ چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب اس نے آدھا راستہ طے کر لیا تو اس کو موت آ گئی۔ پس اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑ پڑے۔ رحمت والے فرشتوں نے کہا: یہ شخص خلوص سے توبہ کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف ہجرت کر رہا تھا۔ (اس لیے اس کی نیت کی بنیاد پر اب یہ جنتی ہے۔ لہٰذا اس کی روح ہم قبض کریں گے اور اسے جنت میں لے جائیں گے) اور عذاب والے فرشتے کہنے لگے: اس نے کبھی کوئی نیک عمل تو کیا ہی نہیں۔ (تو کس بنیاد پر اس کو تم جنت میں لے جاؤ گے؟ اس کو تو دوزخ میں جانا چاہیے۔) ''تو ان کے پاس (اللہ نے) ایک اور فرشتے کو انسانی شکل میں بھیج دیا تو ان فرشتوں نے اس کو اپنے درمیان ثالث بنا لیا۔ اس نے کہا تم دونوں جگہوں کا فاصلہ ناپ لو۔ جس زمین کے زیادہ قریب ہو وہی اس کا حکم ہے۔ جب فاصلہ ناپا گیا تو جس طرف وہ جا رہا تھا وہ جگہ زیادہ قریب نکلی''۔

ایک اور حدیث توبہ کے حوالے سے کلائمکس ہے۔ فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو اس کے سامنے توبہ کرتا ہے، اتنا زیادہ خوش ہوتا ہے کہ جتنا تم میں سے وہ شخص بھی خوش نہیں ہوتا کہ جو اپنی سواری پر بیچ جنگل بیابان میں ہو اور پھر وہ سواری گم ہوگئی ہو اور اس سواری پر اس کا کھانا بھی ہو اور پانی بھی ہو اور وہ اس کو تلاش کرنے کے بعد ناامید ہو جائے اور ایک درخت کے پاس آ کر اپنی سواری سے نااُمیدی کی حالت میں (انتہائی مغموم و پریشان) لیٹ جائے اور پھر اسی حالت میں اچانک وہ اپنی سواری کو اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھ لے، چنانچہ وہ اس سواری کی مہار پکڑ کر انتہائی خوشی میں (جذبات سے مغلوب ہو کر) یہ کہہ بیٹھے، اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں، مارے خوشی کی زیادتی کے اس کی زبان سے یہ غلط الفاظ نکل جائیں۔ یعنی اس شخص کو اصل میں کہنا تو یہ تھا، کہ اے اللہ! تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، مگر انتہائی خوشی کی وجہ سے شدت جذبات سے مغلوب ہو کر یہ کہنے کی بجائے یہ کہہ بیٹھا ہے کہ اے اللہ تو میرا بندہ اور میں تیرا رب ہوں۔ مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتے ہیں، اور اس کی توبہ کو قبول فرما کر اپنی رحمت سے نواز دیتے ہیں۔

ان احادیث سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ

پریس ریلیز 15 فروری 2019ء

بھارت پلوامہ جیسا واقعہ خود کر کے تحریک آزادئ کشمیر کو سبوتاژ کرنا چاہتا ہے

بھارتی حکومت الیکشن میں کامیابی اور علاقائی ساکھ بحال کرنے کے لیے victim card استعمال کرنا چاہتی ہے

حافظ عاکف سعید

بھارت پلوامہ جیسا واقعہ خود کر کے تحریک آزادئ کشمیر کو سبوتاژ کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی ماڈل میں اپنے خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے مقبوضہ کشمیر میں بھارتی پولیس پر ہونے والے کار بم حملے پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علاقائی اور بین الاقوامی حالات کا بغور مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ علاقے میں بھارت کی اہمیت ختم ہوتی جا رہی ہے جبکہ پاکستان کی اہمیت بڑھ رہی ہے۔ امریکہ افغان طالبان مذاکرات کا اگلا دور پاکستان میں ہونے جا رہا ہے۔ متحدہ عرب امارات کے بعد اب سعودی عرب کے ولی عہد بھی پاکستان کا دورہ کرنے جا رہے ہیں۔ سی پیک سمیت چین اور پاکستان کے درمیان معاہدوں پر عمل درآمد میں بھی پیش رفت ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ روس بھی پاکستان کے ساتھ دفاعی اور دیگر امور میں معاہدے کر رہا ہے۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ بھارت میں اس سال ہونے والے الیکشن میں بی جے پی کی پوزیشن انتہائی کمزور دکھائی دیتی ہے۔ یہ تمام باتیں اس جانب اشارہ کرتی ہیں کہ بھارتی حکومت آنے والے الیکشن میں کامیابی اور علاقائی سطح پر اپنی ساکھ بحال کرنے کے لیے victim card استعمال کرنا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان اگر صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بن چکا ہوتا تو بھارت کو کشمیریوں پر مظالم ڈھانے اور false flag حملے کر کے الزام پاکستان پر لگانے کی کبھی جرأت نہ ہوتی۔ انہوں نے کہا کہ سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلیمان کا دورہ پاکستان دونوں ممالک کے برادرانہ تعلقات کا ثبوت ہونے کے علاوہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ دونوں ممالک میں تعاون بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ روئے زمین پر 58 مسلم ممالک ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوں اور دنیا پرستی اور تعیش کی روش چھوڑ کر امت واحدہ کی صورت اختیار کریں تاکہ عالم اسلام کے خلاف دشمنانِ اسلام کی سازشوں کا منہ توڑ جواب دیا جا سکے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اپنے گناہوں کو دیکھ کر توبہ سے پیچھے نہیں ہٹنا چاہیے کیونکہ جتنے بھی گناہ ہوں اگر سچے دل سے توبہ کی جائے تو اللہ کو معاف فرمانے میں خوشی ہوتی ہے۔ جب اللہ اتنا رحیم ہے تو پھر ہماری بھی کوئی ذمہ داری بنتی ہے اور وہ ساتھ ہی اگلی آیت میں بتا بھی دی کہ:

﴿وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ﴾ ''اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اُس کے فرمانبردار بن جاؤ''

ہر معاملے میں اللہ کے حکم کے تابع ہو جانا ہی اسلام ہے کیونکہ وہ رب ہے، مالک حقیقی ہے، ہم تو دنیوی آقاؤں کے سامنے سربسجود ہو جاتے ہیں، اپنے Boss کو خدا کا درجہ دے بیٹھتے ہیں لیکن جو واقعی مالک ہے اور وہی لائق ہے کہ اسے سجدہ کیا جائے اس کو بھول جاتے ہیں۔ لہٰذا توبہ کا اصل تقاضا یہ ہے کہ اس کے بعد ہم اپنے رب کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جائیں۔ یعنی اس کا ہر حکم مانیں۔ اس سے پہلے کہ:

﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾﴾

''اس سے پہلے کہ تم پر عذاب مسلط ہو جائے' پھر تمہاری کہیں سے مدد نہیں کی جائے گی۔''

عذاب کی شکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ کی طرف سے کوئی وبال آیا یا موت آ گئی اور موت سے پہلے سچی توبہ کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوئی تو اب کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ آگے فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾﴾

''اور پیروی کرو اس کے بہترین پہلو کی جو نازل کیا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اس سے پہلے کہ تم پر عذاب اچانک آ دھمکے اور تمہیں اس کا گمان تک نہ ہو۔''

اس سے پہلے کسی اور کی بندگی کر رہے تھے، نفس کی پوجا کر رہے تھے۔ اب توبہ کر لی ہے تو توبہ کا لازمی تقاضا یہ بھی ہے کہ اب اپنا قبلہ درست کر لو۔ اللہ کو واقعی رب مانو۔ اس کی بندگی اختیار کرو اور اس کی نازل کی ہوئی تعلیمات یعنی قرآن مجید کے مطابق زندگی گزارو۔ اس سے پہلے کہ موت کا وقت آ جائے اور پھر کوئی چھٹکارا نہ ملے۔ فرمایا:

﴿اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ وَاِنْ کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾﴾

''مبادا کہ اُس وقت کوئی جان یہ کہے کہ ہائے افسوس اس کوتاہی پر جو مجھ سے اللہ کی جناب میں ہوئی اور میں تو مذاق اڑانے والوں ہی میں شامل رہا۔''

پھر احساس ہوگا کہ افسوس! میں نے اللہ و رسول ﷺ کی بات کو اہمیت ہی نہیں دی۔ جو اصل حق بات تھی۔ اس کی مخالفت کرتا رہا۔ شعائر دینی کا مذاق اُڑاتا رہا۔

آج ان مذاق اُڑانے والوں میں صرف غیر مسلم ہی نہیں ہیں بلکہ وہ مسلمان بھی شامل ہیں جو یہود و نصاریٰ کے ساتھ نہ صرف دوستیاں رکھتے ہیں بلکہ انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے شعائر دینی کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ سیکولر سوچ رکھتے ہیں۔ حالانکہ قرآن میں واضح بتا دیا گیا:

''اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' (المائدہ:51)

لیکن یہ ڈٹ کر، ڈنکے کی چوٹ پر اللہ کے احکامات کی مخالفت کر رہے ہیں اور ایسے لوگوں کی تعداد کوئی کم نہیں ہے لیکن روشن خیال ہونے کا مطلب یہ لیا جا چکا ہے کہ ایسے لوگوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ آگے فرمایا:

﴿اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ہَدٰىنِیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۵۷﴾﴾ ''یا وہ یہ کہے کہ اگر اللہ نے مجھے ہدایت دی ہوتی تو میں بھی متقین میں سے ہو جاتا!''

یہ خود تو دنیا میں دین کا مذاق اُڑاتے رہے تھے لیکن جب عذاب کو سامنے دیکھیں گے تو حسرت سے کہیں گے کہ کاش اللہ ہمیں زبردستی ہدایت دے دیتا تو آج ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔

﴿اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّةً فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۸﴾﴾ ''یا جب وہ عذاب کو دیکھے تو یوں کہے کہ اگر مجھے ایک بار لوٹنا نصیب ہو جائے تو میں محسنین میں سے ہو جاؤں!''

پھر ان کو معلوم ہو جائے گا کہ رسول اور نبی جو بتاتے رہے وہی حق تھا۔ تب ان کی شدید خواہش ہوگی اور وہ روئیں گے گڑگڑائیں گے کہ پروردگار ہمیں ایک موقع اور دے دے تو ہم دنیا میں جا کر دینی زندگی گزاریں اور محسنین کے درجے تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ یعنی ایمان کا جو سب سے اونچا درجہ ہے اس تک پہنچ کر دکھائیں۔ مگر اس وقت ان کی اس فریاد کا کوئی حاصل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

﴿بَلٰی قَدْ جَآءَتْکَ اٰیٰتِیْ فَکَذَّبْتَ بِہَا وَاسْتَکْبَرْتَ وَکُنْتَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ﴿۵۹﴾﴾ ''کیوں نہیں! تیرے پاس میری آیات آئی تھیں تو تو نے ان کو جھٹلا دیا تھا اور تکبر کیا تھا اور تو کافروں میں سے تھا۔''

یعنی رسول یہی بتاتے رہے اس وقت کان کیوں نہیں دھرے۔ قرآن کی تعلیمات کی طرف دھیان کیوں نہیں دیا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَی الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلَی اللّٰہِ وُجُوْہُہُمْ مُّسْوَدَّةٌ ط﴾ ''اور قیامت کے دن تم دیکھو گے اُن لوگوں کو جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا تھا کہ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔''

﴿اَلَیْسَ فِیْ جَہَنَّمَ مَثْوًی لِّلْمُتَکَبِّرِیْنَ ﴿۶۰﴾﴾ ''تو کیا جہنم ہی میں ٹھکانہ نہیں ہے ایسے متکبرین کا؟''

یہ نوٹ کیجیے کہ ایسے لوگ غیر مسلموں میں ہی نہیں ہیں بلکہ مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ آج بہت ہیں جو مسلمان ہونے کے باوجود نہ صرف فسق و فجور میں پڑے ہیں بلکہ مغرب کی تقلید میں دین کی باتوں پر طعن کرتے ہیں اور نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے انجام سے بچائے۔ آمین!

﴿وَیُنَجِّی اللّٰہُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِہِمْ لَا یَمَسُّہُمُ السُّوْٓءُ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾﴾ ''اور اللہ نجات دے گا ان لوگوں کو جنہوں نے تقویٰ کی روش اختیار کی تھی (اور انہیں پہنچا دے گا) ان کی کامیابی کی جگہوں پر۔ نہ ان کو کوئی تکلیف چھو سکے گی اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔''

احادیث میں قیامت کے دن کی سختیوں کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں جن کو پڑھنے کے بعد دل دہل جاتا ہے لیکن جو لوگ متقین ہیں انہیں نہ تو وہاں کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ہی وہ خوفزدہ ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سائے میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل فرمائے۔

﴿اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ز وَّہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ﴿۶۲﴾﴾ ''اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے' اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔''

ہر شے کا خالق وہی رب ہے اور وہ ہر شے کی نگرانی کر رہا ہے۔ یعنی جو اللہ کے متقی بندے ہوں گے انہیں کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکے گی اور وہ قیامت کی ہولناکیوں میں بھی بے خوف و خطر ہوں گے۔

﴿لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾﴾ ''اُسی کے لیے ہیں تمام کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی اور جن لوگوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا وہی ہیں گھاٹے میں رہنے والے۔''

یعنی زمین و آسمان کی ہر چیز اُسی کے تابع فرمان ہے، اُسی کے حکم کے مطابق چلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں متقین میں شامل فرمائے اور ہمارا خاتمہ ایمان پر ہو۔ آمین!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

محکماتِ عالمِ قرآنی

5

4۔ حکمت خیرِ کثیر است

13 قوتش ابلیس را یارے شود | نور نار از صحبت نارے شود

اس بے نورِ علم کی وجہ سے اس فرنگی تہذیب کی سوچ اور اُمنگیں ابلیس کی 'یار' ہوگئی ہیں اور اس ابلیسی تہذیب سے مسلمانوں کے نوری علم اور قرآن پر مبنی افکار کا نور بھی آگ بن گیا ہے (مسلمان اہلِ قلم میں منافقت آگئی اور وہ سیکولرازم اور لبرل ازم) کو بھی فطرتِ انسانی کا نوری علم قرار دے رہے ہیں

14 کشتنِ ابلیس کارے مشکل است | زانکہ او گم اندر اعماقِ دل است!

(اب مسلمانوں کے لیے) مغربی تہذیب سے ٹکراؤ دراصل ابلیس سے مقابلہ ہے اور ابلیس کو مارنا ناممکن ہے یہ بات محکمات قرآنی سے ثابت ہے اس لیے کہ وہ انسان میں خون کی طرح دوڑتا ہے اوردل کی گہرائیوں میں گم ہے

15 خوشتر آں باشد مسلمانش کنی | کشتۂ شمشیر قرآنش کنی

پسندیدہ (اور ممکن) بات یہی ہے کہ تو اس کو فرمانبردار بنالے اور اسے محکماتِ قرآنی کے آفاقی وانفسی دلائل سے لاجواب اور بے حال کردے

13۔ تہذیب مغرب، جو دراصل عالمی مغربی صیہونی تہذیب ہے، نے انسان کے دشمن (بائبل کے بھی بیان کے مطابق) ابلیس اور شیطان سے یارانہ لگالیا ہے اور انسان دشمنی کے سارے شیطانی منصوبے اب اس تہذیب کا ایجنڈا ہیں اور علم وحکمت کا نورعلم کی اس کایا پلٹ سے آگ بن گیا ہے۔ (ابلیسیت کی حسد کی آگ آج مغرب کی مقتدر قوتوں اور یہودیوں کے سینوں میں ایسی کوٹ کوٹ کر بھری معلوم ہوتی ہے کہ چھلکتی نظر آتی ہے اور علم وحکمت کے خداشناسی اوروحی شناسی کے اسلامی علوم اور اسلامی معاشرہ کی یہ آگ ایسٹ انڈیا کمپنی کے قیام (1602ء) سے لے کر 1924ء میں ترکی میں خلافت کے خاتمہ تک اپنے جوبن پر نظر آتی ہے اور دوسری جنگ عظیم اوراس کے بعد سے نائن الیون سمیت آج تک یہ آگ پھیلتی ہی جارہی ہے اور اس آگ (خودکاشتہ دہشت گردی) سے کوئی بستی اور کوئی ملک اور کوئی آبادی مستثنیٰ نہیں ہے اور کوئی صحرا اور کوئی گلشن اس آگ سے بچاہوانہیں ہے۔علم کا نور ابلیسی (وصیہونی خودغرضی کے منصوبوں کی) آگ سے مل اپنی صلاحیت کھوبیٹھاہے اوراب وہ ابلیس کے ہاتھ میں ہے۔

14-15۔(نوٹ: یہاں شعر14اور 15 کی تشریح مشترکہ درج کی جارہی ہے اس لیے کہ یہ دواشعار علامہ اقبال کے دوسرے کئی اشعار کی طرح بالعموم الگ سے پڑھے اور سنائے جاتے ہیں۔ جہاں اس کا مفہوم صرف انہی دواشعار کے الفاظ اورضمیروں سے معانی ذرا مختلف بیان کئے جاسکتے ہیں۔وہ بیان کردہ معنی اپنی جگہ درست ہیں اور اصلاحی احوال کے لیے ناگزیر ہیں۔مگر یہی دواشعار یہاں سیاق وسباق میں ذرامختلف معنی میں استعمال ہوئے ہیں یہی معنی علامہ اقبال کے شہیراورفرید و منفرد وشارح ڈاکٹر رفیع الدین نے حکمت اقبال میں لیے ہیں۔ واللہ اعلم)

تہذیب مغرب دراصل صیہونی عزائم کی آئینہ دار ہے اور پندرھویں صدی سے منظم انداز میں آگے بڑھتے جارہے ہیں۔

1897ء کی عالمی صیہونی کانگریس سوئزرلینڈ کے شہر BASEL میں منعقد ہوئی جس میں عالمی صیہونی نمائندوں نے اب کھل کر یہودی وطن کے حصول کے ضمن اپنے منصوبوں کو بروئے کارلانے کے لیے ایک سوسالہ منصوبہ تشکیل دیااوراس کے اپنے اصول 'پروٹوکولز' طے کیے جواب بھی طبع شدہ ملتے ہیں اوروہ اب طے شدہ منصوبے کے تحت اپنے اہداف کے قریب پہنچ چکے ہیں 2012ء سے سات سال کا آخری مرحلہ بھی ختم ہونے کو ہے اورمشرق وسطیٰ کی جنگ میں ہولناک اکھاڑپچھاڑ ہوگی نتیجہ کیا ہوگا وہ حقیقتاً تو اللہ جانتا ہے مگرصیہونی (اسرائیلی) عزائم کے مطابق گریٹر اسرائیل بنے گا، یہودی عالمی حکومت چلائیں گے اور آئندہ رہتی دنیا تک عیش دوام کی منصوبہ بندی ہے۔مسلمانوں کو اس ابلیسی/صیہونی منصوبے کاراستہ روکنا ہے۔صرف یہودی ہوتے تو شاید عیسائی دنیا ہی ان کی تباہی کے لیے کافی تھی، گزشتہ دس صدیوں میں یہودی درجنوں یورپی ممالک سے دھتکارے گئے ہیں مگر اب وہ ابلیس کے مرید بن گئے ہیں۔جبکہ ابلیس کو مارنا مشکل ہے کہ اس کے منصوبے اور جال (عریانی، فحاشی، عیاشی، مستی، بے حیائی وغیرہ) کا کوئی نہ کوئی کنڈا ہر انسان کے اندر (نفس امارہ) ہے۔ لہٰذا ابلیس کو قتل کرنا اس لیے مشکل ہے کہ وہ انسان کے اندرخون کی طرح دوڑتا ہے اوردلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اس نے علم وحکمت کو بے خدا اور خداشناس کر کے مغربی تعلیم سے فارغ ہر نوجوان کو اپنا مرید بنالیا ہے۔ لہٰذا اس حکمت کو مسلمان کرلیا جائے۔ ان علوم میں خدا، وحی، آسمانی ہدایت، خلافت، الارض للہ وغیرہ کا تصور ڈال دیا جائے تو انسان خداشناس اور انسان دوست، توحید کا پرستار بن جائے گا، یہی صراط مستقیم ہے۔ اس مقصد کے لیے قرآن مجید کو ہاتھ میں لے کر علمی وعملی جہاد کی ضرورت ہے۔مسلمان امت کو اس مقصد جلیلہ کے لیے اٹھ کھڑا ہونا چاہیے۔

کشمیر کا پاکستان سے لا الٰہ الا اللہ کا رشتہ ہے لیکن ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست نہ بنا کر یہ رشتہ خود کاٹ رہے ہیں: ایوب بیگ مرزا

برطانیہ کے ہاؤس آف کامنز میں کشمیر کانفرنس اور بھارتی مظالم کی تصویری نمائش سے عالمی سطح پر رائے عامہ ہموار کرنے میں کافی مدد ملی ہے: بریگیڈیئر (ر) غلام مرتضیٰ

کشمیر کی آزادی اور پاکستان کا کردار کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: قائداعظم نے فرمایا تھا کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے جبکہ انڈیا کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ قرار دیتا ہے۔ دونوں ممالک کے اتنے سخت موقف کے ہوتے ہوئے کشمیر کا مسئلہ حل کیسے ہوگا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: برصغیر کی تقسیم کا جو اصول طے ہوا تھا وہ بنیادی طور پر دو قومی نظریہ تھا۔ یعنی مسلمان مذہبی، سماجی اور ثقافتی طور پر ہندوؤں سے ایک الگ قوم ہیں۔ مسلمان چونکہ اقلیت میں تھے اس لیے اگر ون مین ون ووٹ کی بنیاد پر حکومت بنتی تو ان کے حقوق کا تحفظ نہ ہو سکتا تھا۔ لہٰذا اصول یہ طے پایا تھا کہ جو مسلمان اکثریتی علاقے ہیں ان پر مبنی ایک الگ ملک ہوگا اور جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے وہاں ایک الگ ملک ہوگا۔ سکھ تیسری بڑی قوت تھے اور ان کی اکثریتی آبادی پنجاب میں تھی۔ لہٰذا قائداعظم نے ان کو بھی دعوت دی تھی کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں۔ لیکن انہوں نے اس وقت ہندوؤں کا ساتھ دیا اور اس کے نتیجے میں جو کچھ خونریزی ہوئی وہ بھی تاریخ کا حصہ ہے۔ اسی طرح کشمیر کی اکثریتی آبادی مسلمان تھی اور کشمیر کا علاقہ زمینی اور سرحدی طور پر اس علاقے سے ملحق تھا جو پاکستان بننے جا رہا تھا۔ یعنی کشمیر کا زمینی راستہ پاکستان سے ہو کر گزرتا تھا۔ جبکہ بھارت سے کشمیر کا زمینی راستہ تھا ہی نہیں۔ بنیادی غلطی وہاں ہوئی جب باؤنڈری کمیشن بنا تو اس نے بددیانتی سے مسلمان اکثریتی ضلع گرداسپور انڈیا کو دے دیا جس کی وجہ سے بھارت کو کشمیر تک زمینی راستہ مل گیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ اس وقت کے وائسرائے لارڈ ماؤنٹ بیٹن اور کانگریس کے لیڈر نہرو کے آپس میں بڑے اچھے تعلقات تھے اور نہرو نسلی طور پر کشمیری پنڈت تھا جس کی وجہ سے اس کا کشمیر کے ساتھ جذباتی لگاؤ بھی تھا۔ اس نے ماؤنٹ بیٹن کے ساتھ مل کر باؤنڈری کمیشن سے یہ بددیانتی کروائی۔ پاکستان کے تمام دریاؤں کا منبع کشمیر کی سرزمین تھی۔ قائداعظم نے کشمیر کو پاکستان کی شہ رگ اسی لیے تو کہا تھا کیونکہ یہ ہماری لائف لائن تھی۔ بھارت نے کشمیر کو اپنا اٹوٹ انگ اس لیے کہا کیونکہ وہ کشمیر پر ایک طرح سے قابض ہونا چاہ رہے تھے۔ کشمیر اس وقت بنیادی طور پر ایک ریاست تھی اور فیصلہ یہ ہوا تھا کہ ریاستوں کے حاکم فیصلہ کریں گے کہ انہیں پاکستان کے ساتھ الحاق کرنا ہے یا انڈیا کے ساتھ۔ اس وقت کشمیر کا راجہ ہری سنگھ کشمیر کو آزاد ریاست بنانا چاہتا تھا لیکن کانگریس کے دباؤ میں آ کر انڈیا کے ساتھ الحاق کر لیا۔ 1948ء میں جب معاملہ اقوام متحدہ تک پہنچا تو اس نے اسی بنیاد پر سیز فائر کروایا کہ جس اصول پر انڈیا اور پاکستان دو ملک وجود میں آئے ہیں اسی اصول کو کشمیر میں بھی لاگو کیا جائے گا۔ یعنی وہاں کے باشندے رائے شماری کے ذریعے فیصلہ کریں گے کہ انہیں پاکستان کے ساتھ شامل ہونا ہے یا انڈیا کے ساتھ۔ وہاں کے عوام کا اب بھی یہی نعرہ ہے کہ کشمیر کا الحاق پاکستان سے ہوگا۔

سوال: قیام پاکستان سے لے کر اب تک ہماری قیادت نے مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لیے کیا کیا کوششیں کی ہیں اور کہاں کہاں ان سے غلطیاں سرزد ہوئی ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان میں کشمیر کے حوالے سے بہت سے پروگرامز ہوتے ہیں، جلوس اور ریلیاں نکالی جاتی ہیں۔ ان سب میں کشمیر میں ہونے والے بھارتی مظالم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ہم نے بھی اس موضوع پر پروگرام کیے ہیں جن میں کشمیریوں پر بھارتی ظلم کی داستان بیان کی ہے۔ حال ہی میں تنظیم اسلامی نے کشمیر کانفرنس بھی منعقد کی تھی جس میں کافی مقررین نے اظہار خیال کیا تھا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ایک دوسرے انداز میں بھی ہم سوچیں کہ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے ہم سے کیا کیا غلطیاں ہوئیں۔ تاکہ آنے والے وقت میں اس طرح کی غلطیاں ہم سے نہ ہوں۔ کشمیری لیڈر شیخ عبداللہ جنہیں شیر کشمیر کہا جاتا تھا' نے آزادی سے پہلے قائداعظم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تھی۔ وہ قائداعظم سے ملنے آئے لیکن قائداعظم نے ان سے ملنے سے انکار کر دیا۔ ہمارے بعض دانشور اس بات کو بہت اچھالتے ہیں کہ قائداعظم نے یہ ایک ہمالائی غلطی کی تھی ورنہ کشمیر تو شیخ عبداللہ کی جھولی میں تھا اور وہ مل سکتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حقیقت یہ ہے کہ قائداعظم ایک اصول پسند، باریک بین اور مردم شناس انسان تھے۔ انہوں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ یہ شخص جو اس وقت ہمارے ساتھ اتنے تعلقات کا اظہار کر رہا ہے یہ دیانتدار اور امانت دار نہیں ہے۔ اس کے موقف میں کسی وقت بھی تبدیلی آ سکتی ہے اور بعد میں دنیا نے دیکھا کہ وہ شخص جس کو شیر کشمیر کہا جاتا تھا اس نے دھوکہ دیا۔ اسی طرح مسلم لیگ نے انگریز اور ہندو سے یہ منوایا تھا کہ جن علاقوں میں مسلمان زیادہ ہیں وہ پاکستان میں شامل ہوں گے اور جن علاقوں میں غیر مسلم زیادہ ہوں گے وہ ہندوستان میں شامل ہوں گے۔ یہاں "غیر مسلم" کا لفظ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ غیر مسلم میں ہندوؤں کے ساتھ ساتھ دوسری اقلیتیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ اس سے خود بخود دو قومی نظریہ پھوٹتا ہے کہ ہر غیر مسلم ایک طرف ہے اور مسلمان دوسری طرف ہیں۔ لیکن بعد میں مسلم لیگ نے اپنے موقف میں تبدیلی کر لی کہ ریاستوں کے عوام کی

بجائے ریاستوں کے راجے یا والیانِ ریاست فیصلہ کریں گے کہ وہ کس کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں ہماری قیادت نے یہ سمجھا ہوگا کہ پاکستان بنتے ہی ہمیں زبردست اقتصادی مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا کیونکہ ہندوستان کے لیڈر بھی یہ کہہ رہے تھے کہ پاکستان ایک سال بھی نہیں چل سکے گا اور بعد میں پھر ہمارے قدموں میں آ کر گرے گا کیونکہ اس کے پاس تو وسائل ہی نہیں ہیں۔ اس خدشے کے پیش نظر ہماری قیادت نے سوچا کہ حیدر آباد دکن ایک امیر ریاست ہے جو پاکستان کے اقتصادی مسائل کو حل کر سکتی ہے۔ چونکہ حیدر آباد دکن کا والی (نظام) مسلمان تھا۔ اس نے پاکستان کے ساتھ الحاق کر دیا لیکن اس سے ہندو کو موقع مل گیا اور کشمیر کے غیر مسلم راجے نے کشمیر کا الحاق بھارت سے کر دیا۔ اگرچہ کہا جاتا ہے کہ الحاق کی دستاویز جعلی تھیں۔ معلوم نہیں حقیقت کیا ہے لیکن انڈیا نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دونوں ریاستوں پر قبضہ کر لیا۔ پھر جب پاکستان بن گیا تو جنرل ڈگلس گریسی کو قائداعظم نے کشمیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس کے انکار پر ہمارے قبائلی بھائیوں نے نکل کر کشمیر پر حملہ کیا، وہ جموں کے ہوائی اڈے کے قریب پہنچ چکے تھے لیکن بھارت بھاگ کر اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل میں پہنچ گیا۔ ہماری قیادت بھارت کی چالبازی میں آ گئی اور اُس ہندو کا اعتبار کر لیا جس کے ساتھ ایک ہزار سال سے رہ رہے تھے اور جانتے تھے کہ ہندو دھوکہ باز، مکار اور عیار ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس کے اس وعدے پر یقین کر لیا کہ کشمیر میں استصواب رائے ہو جائے گا جس کے تحت کشمیری فیصلہ کریں گے کہ وہ بھارت کے ساتھ الحاق چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ۔ اس پر کشمیر میں سیز فائر ہو گیا۔ اگر ہماری قیادت سلامتی کونسل کی قرارداد کو تسلیم نہ کرتی تو جموں پر قبضہ ہوا چاہتا تھا بلکہ اسی دن ہو جاتا جس دن سلامتی کونسل نے یہ قرارداد منظور کی تھی اور اس کے بعد قبائلی مجاہدین کے لیے پورے کشمیر پر قبضہ کرنا بہت آسان تھا۔ قبضہ ہو جاتا تو پھر سلامتی کونسل کی قرارداد کی کوئی حیثیت باقی نہ رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ اسی قرارداد کو آج تک ہم سینے سے لگائے بیٹھے ہوئے ہیں اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

پھر 1962ء میں جب ہند چین جھڑپیں ہوئیں جس کا بھارت نے بہت پروپیگنڈا کیا کہ جنگ شروع ہوگئی اور اس سے عالمی امن کو خطرہ ہو گیا ہے وغیرہ' اس وقت امریکہ ہمارا دوست تھا لیکن اس نے اس موقع پر بہت سارا اسلحہ انڈیا کو دیا۔ اس کے باوجود بھارتی فوجی اپنی جوتیاں سرحد پر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ اس وقت چین نے ہمارے صدر ایوب خان کے پرسنل سیکرٹری قدرت اللہ شہاب کو فون کر کے آدھی رات کو اٹھایا اور بتایا کہ کشمیر خالی پڑا ہے' اسلحہ کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی، صرف اپنے بندوں کو بھیج کر اس پر قبضہ کر لو۔ لیکن ہمارے صدر صاحب کو امریکہ نے یقین دہانی کرائی کہ آپ یہ جنگ ختم ہونے دیں ہم مذاکرات سے کشمیر آپ کو دلوا دیں گے۔ لہٰذا وہاں ہم نے دھوکہ کھایا۔ اس کے بعد 1965ء کی جنگ میں ہم نے بغیر ہوم ورک کیے کشمیر میں درانداز داخل کر دیے۔ ہمارے گوریلے آپریشن جبرالٹر کے لیے وہاں گئے لیکن وہاں کی عوام کو ہم نے اعتماد میں نہیں لیا جس کی وجہ سے ہم وہاں ناکام ہوئے۔ دوسری طرف انڈیا نے لاہور پر حملہ کر دیا۔ حالانکہ صدر ایوب کو یقین دلایا گیا تھا کہ انٹرنیشنل بارڈر

> **سب سے پہلے مشرف نے کشمیریوں کو پیٹھ دکھائی اور اس کے بعد کی حکومتیں مسلسل کشمیریوں کی حمایت سے پیچھے ہٹتی گئیں۔**

پر کچھ نہیں ہوگا۔ لیکن اس کے بعد پاکستان کو اپنی سلامتی کی پڑ گئی اور ہم کشمیر کی فتح کو چھوڑ کر اپنے دفاع پر مجبور ہو گئے۔ اس کے بعد افغانستان میں جب سوویت یونین کو شکست ہوئی تو اس کے بعد ہم نے مجاہدین کا رخ کشمیر کی طرف موڑ دیا۔ جس سے انڈیا کا نقصان بھی ہوا لیکن کشمیریوں کا نقصان زیادہ ہوا اور پاکستان پر بھی دراندازی کا الزام لگا۔ جس کی وجہ سے تحریک آزادیٔ کشمیر کو نقصان ہوا۔ اصل میں مسئلہ کشمیر کا بہترین حل وہ تھا جو ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ پیش کرتے رہے کہ ایک عوامی تحریک برپا ہو جو غیر مسلح ہو اور عدم تشدد پر مبنی ہو۔ اسی صورت میں پھر فائدہ ہے کہ آنے والے وقت میں شاید انڈیا مجبور ہو جائے ورنہ اس وقت ایٹمی دور ہے جنگ تو ہو نہیں سکتی۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : ایک غلطی یہ بھی ہے کہ کشمیر میں جب حالیہ عوامی تحریک شروع ہوئی ہے تو ہماری حکومتوں نے اس کی اخلاقی مدد کرنے کے حوالے سے بہت غفلت کا مظاہرہ کیا۔ جس طرح ہمیں اس مہم کو سپورٹ کرنا چاہیے تھا اس کی سپورٹ ہماری طرف سے نہیں ہوئی۔ البتہ بیرونی طور پر سپورٹ ہوئی ہے کہ برطانیہ میں ایک کشمیر کانفرنس ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ انٹرنیشنل لیول پر اس تحریک کو اس طرح سے نہیں اٹھایا۔

سوال : بھارتی وزیراعظم نے حالیہ دنوں میں کشمیر کا دورہ کر کے کیا پیغام دیا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ : بنیادی طور پر وہ اپنی فیس سیونگ چاہ رہے ہیں کہ ہمارے ایک وزیراعظم نے کشمیر میں وزٹ کر لیا۔ کیونکہ آگے انڈیا میں الیکشن آ رہے ہیں اور بی جے پی کی پوزیشن بہت کمزور ہے۔ اس کی مقبولیت کا گراف کافی نیچے چلا گیا ہے۔ ظاہر ہے کشمیر میں بھی الیکشن ہوں گے تو وہاں کا دورہ کر کے یہ شو کرنا ہے کہ کشمیر پر ہمارا کنٹرول ہے۔ حالانکہ دنیا کے سامنے ہے کہ وہاں پر انڈین حکومت نے پوری حریت قیادت کو نظر بند کیا تھا اور کشمیر میں کرفیو لگایا تھا۔ ویسے دنیا کو دکھانے کے لیے انڈیا کشمیر میں الیکشن بھی کرواتا ہے جس کا ٹرن آؤٹ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس وقت کشمیر میں جو لہر اٹھی ہے اور اس کو روکنے کے لیے انڈیا جو مظالم ڈھا رہا ہے اس میں اسے اسرائیل کی بھی پشت پناہی حاصل ہے جو انڈیا کو باقاعدہ اس تحریک کو کچلنے کے لیے، اسلحہ اور دوسرا سامان بھی فراہم کر رہا ہے۔ انڈیا کو پیلٹ گن اسرائیل نے ہی دی ہیں لیکن اس کے باوجود اس تحریک میں کمی نہیں آ رہی۔

سوال : کہا جاتا ہے کہ مسلم لیگ نون کی حکومت نے جاتے جاتے آزاد کشمیر کے آئین میں بہت سی تبدیلیاں کی ہیں۔ ان خبروں میں کس حد تک صداقت ہے؟

ایوب بیگ مرزا : وہ تبدیلیاں ہو چکی ہیں، تھرڈ شیڈول آ چکا ہے۔ اس میں سب سے پہلا کام یہ کیا گیا کہ کشمیر کونسل ختم کر دی گئی جس کی وجہ سے آزاد کشمیر کا پاکستان کے ساتھ پہلا لنک ختم ہو گیا۔ اس میں زیادہ خطرناک تبدیلی یہ ہوئی کہ پاکستان ان کو بجٹ تو الاٹ کرے گا لیکن وہ اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا کہ وہ اس بجٹ کو کیسے استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح آزاد کشمیر والے اگر کسی سے قرضہ لے رہے ہیں تو پاکستان کوئی دخل اندازی نہیں کر سکے گا۔ پھر اگر آزاد کشمیر چاہے تو اپنی کرنسی بنا سکتا ہے۔ وہ چاہے تو دوسرے ممالک کے ساتھ معاہدے کر سکتا ہے۔ لیکن خوش قسمتی سے جب یہ ترامیم ہوئیں تو اس کے فوراً بعد حکومت بدل گئی جس کی وجہ سے ان پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ اسی وجہ سے کشمیر کے وزیراعظم نے کہہ دیا تھا کہ اب ہم جس سے چاہیں گے الحاق کر لیں گے۔ پاکستان کے علاوہ انہوں نے کیا ایران، روس سے الحاق کرنا تھا ظاہر ہے انڈیا سے ہی کرنا تھا۔ پھر یہ بھی تبدیلی تھی کہ یہاں کے امن وامان سے پاکستان کا کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ گویا تھرڈ شیڈول میں پاکستان کے تمام اختیارات کو ختم کر دیا گیا تھا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ بڑی خطرناک موو تھی۔ سکیورٹی اداروں نے اس کے خلاف اقدام کیا تھا لیکن انہوں نے ان تمام کوششوں کو بلڈوز کرتے ہوئے وفاقی کابینہ سے پاس کروا کر آئین میں تبدیلی کروادی۔ اصل میں نون لیگی حکومت کا جھکاؤ انڈیا کی طرف تھا اور پس پردہ کشمیر کو بالکل ہی آزاد کرنے کی تحریک چل رہی تھی۔ یعنی آزاد کشمیر کو یک طرفہ طور پر آزاد سٹیٹس دینے کی کوشش ہو رہی تھی۔ بے شک وہاں کا الیکشن الگ ہوتا ہے اور وہاں کا وزیراعظم اور صدر الگ ہوتے ہیں لیکن پاکستان کی کشمیر کونسل کے ذریعے ایک رابطہ ان کے ساتھ موجود تھا، اس کو کمزور کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ ایسا ہونا نہیں چاہیے تھا کیونکہ ایسا کرنا کشمیر کے حوالے سے ہمارے موقف کو کمزور کرنے والی بات تھی۔

سوال: پاکستان کی وزارتِ خارجہ کی کوششوں سے برطانیہ کے ہاؤس آف کامنز میں 4 فروری کو ایک کشمیر کانفرنس ہوئی جس میں لیبر اور کنزرویٹو پارٹی کے ممبران نے حصہ لیا۔ بھارتی مظالم کی تصویری نمائش بھی کی گئی یہ کوشش بھارت کو کتنا متاثر کر سکے گی۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: دراصل یہ ایک مثبت قدم ہے جو اس حکومت کے دور میں اُٹھایا گیا ہے اور اس کا بہت مضبوط پیغام دنیا کو گیا ہے۔ تقسیم ہند کو تقریباً ستر سال ہو چکے ہیں۔ برطانیہ نے ہی یہ تقسیم کی تھی اور وہ اپنے کمزور معاشی حالات کی وجہ سے کچھ جلدی میں بھی تھا کیونکہ اس کی معیشت اتنی کمزور ہو چکی تھی کہ وہ یہاں پر اپنا ہولڈ برقرار نہیں رکھ پا رہا تھا۔ لیکن وہاں کے سیاستدانوں کو بعد میں یہ احساس تھا کہ ہم ایک نامکمل ایجنڈا چھوڑ کر آئے ہیں اور اس خطہ میں اگر امن وامان قائم نہیں ہو رہا تو ہماری طرف بھی انگلیاں اٹھتی ہیں کہ اس کی ذمہ داری برطانیہ پر عائد ہوتی ہے۔ پھر برطانیہ میں کشمیری کمیونٹی بہت سٹرانگ ہے اور وہاں کی دونوں پارٹیوں (لیبر اور کنزرویٹو) میں کشمیری کافی اوپر آ گئے ہیں۔ ان دونوں پارٹیوں کے سیاستدانوں کی کوششوں سے پہلے سے یہ فضا بن چکی تھی کہ یہ ہماری ایک غلطی ہے اور اس مسئلے کو حل کرنے میں ہمیں بھی کچھ کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہماری وزارت خارجہ کو بھی کریڈٹ دینا چاہیے کہ اس کی کوششوں سے وہاں پر کشمیر کانفرنس منعقد ہوئی۔ یہ ہماری غلطی تھی کہ اس سے قبل ہم کشمیریوں پر ہونے والے بھارتی مظالم کو ہائی لائٹ نہیں کر سکے۔ ہیومن رائٹس کے حوالے سے ہمیں بہت پہلے آواز اُٹھانی چاہیے تھی۔ اب اس تصویری نمائش کا مقصد یہی تھا اور اس سے وہاں کی پبلک opinion بنانے میں کافی مدد ملی ہے۔ دنیا میں برطانیہ کی ایک حیثیت ہے کیونکہ وہ پانچ ویٹو پاورز میں سے ایک ہے۔ لہٰذا وہاں پر اگر اس قسم کا کوئی میگا ایونٹ ہوتا ہے تو اس پر دنیا کی توجہ مبذول ہوگی اور یقینی طور پر اس کے اثرات مثبت ہوں گے۔

ایوب بیگ مرزا: پاکستان کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو حسین شہید سہروردی ایک ایسا وزیراعظم گزرا ہے جس کا بنگال سے تعلق تھا۔ ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ کشمیر کی آزادی کے لیے جتنی جدوجہد حسین شہید سہروردی نے کی اتنی جدوجہد کسی اور وزیراعظم نے نہیں کی۔ انہوں نے بہت سنجیدگی اور اخلاص کے ساتھ کوشش کی لیکن نتائج نہیں نکلے اور ویسے بھی نتائج انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ لیکن پھر اس مسئلہ سے بہت زیادہ انحراف مشرف نے اپنے دور میں کیا۔ جب اس کو امریکہ سے واسطہ پڑا تو اس نے اپنے اقتدار کو طوالت دینے کے لیے کشمیر کے مسئلے کو بہت پیچھے کر دیا۔ بلکہ اس نے اپنے دور کے آخر میں ایک تقریر میں یہاں تک کہا کہ: we should close this chapter. بہرحال مشرف مسئلہ کشمیر سے پیچھے ہٹا تو اس کے بعد کی حکومتیں مزید پیچھے ہٹتی چلی گئیں۔ کسی نے اس مسئلہ کو اُٹھانے کی کوشش نہیں کی۔ بس صرف جنرل اسمبلی میں جا کر مسئلہ کشمیر کا سرسری ذکر کر دیا جاتا تھا۔ وہ بھی مشرف کے دور حکومت کے بعد بھی 2013ء تک نہیں ہوا۔ لیکن اب آ کر وزارت خارجہ نے مسئلہ کشمیر کو بڑے موثر انداز میں اُٹھایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس پر بڑی محنت کی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ کشمیر کانفرنس ہاؤس آف کامنز میں ہوئی جس میں دونوں پارٹیوں کے لوگ شامل ہوئے۔

سوال: کیا ”کشمیر بنے گا پاکستان“ اور ”پاکستان سے رشتہ کیا: لاالٰہ الا اللہ“ جیسے نعرے حقیقت کا روپ دھار سکیں گے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان جو نعرہ لگاتا ہے کہ کشمیر بنے گا پاکستان، تو مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لیے پاکستان کو جتنی کوشش کرنی چاہیے تھی اتنی اس نے نہیں کی۔ ہم نے یہ نہیں سوچا کہ قائداعظم نے یہ کیوں کہا تھا کہ یہ پاکستان کی شہ رگ ہے۔ آج جس طرح علامہ مشرقی کی یہ پیشن گوئیاں ثابت ہو رہی ہیں کہ فلاں سن تک پاکستان کے فلاں فلاں علاقے ریگستان بن چکے ہوں گے تو آج ہمیں سمجھ آ رہی ہے کہ کشمیر واقعی پاکستان کی شہ رگ تھا۔ ہندوستان ستر سال سے ہماری شہ رگ پر پاؤں رکھے کھڑا ہے تو ظاہر ہے پاکستان کی طرف سے کچھ کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ لیکن جب کشمیر کی تحریک ایک عوامی تحریک بنی اور اس کا نعرہ بنا: پاکستان سے رشتہ کیا: لاالٰہ الا اللہ! تو ہم خوش ہوتے ہیں کہ بڑا خوبصورت اور اچھا نعرہ ہے۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان سے رشتہ ہے لاالٰہ الا اللہ کا اور لاالٰہ الا اللہ پاکستان میں عملی طور پر موجود ہی نہیں۔ ہمارے صرف آئین میں لکھا ہوا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ یعنی آئینی طور پر پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے لیکن عملی طور پر پاکستان باقاعدہ ایک سیکولر ریاست ہے جس میں تمام غیر اسلامی چیزیں جاری وساری ہیں۔ مجھے ایک دوست بتا رہے تھے کہ ان کے والد بتا رہے تھے کہ جب پاکستان بنا تھا تو ہم نے سمجھا تھا کہ اگلے دن سنیما بند ہو جائیں گے۔ اصل میں جب ہم نے پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی ریاست نہیں بنایا تو ہم کشمیریوں سے لاالٰہ الا اللہ کا رشتہ خود ہی کاٹ رہے ہیں۔ ہم اسلامی فلاحی ریاست بنیں گے تو یہ رشتہ قائم ہوگا۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو پاکستان دو طرح سے ذمہ دار ہے۔ ایک یہ کہ ہم نے تحریک پاکستان کے دوران وعدہ کیا تھا کہ اے اللہ! ہمیں ایک خطہ زمین دے دے، ہم اس میں تیرا دین نافذ کریں گے۔ لیکن مسلسل اس وعدے کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور دوسرا یہ وعدہ پورا نہ کرنے کی وجہ سے کشمیر سے وہ رشتہ قائم نہیں ہو رہا جو آزادی کی بنیاد تھا۔ اس کا ایک دوسرا نتیجہ بھی نکلا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ پاکستان معاشی اور سیاسی لحاظ سے انتہائی دگرگوں حالت میں ہے اور یہ حالت ہماری بہت عرصے سے ہے۔ جو ملک خود لڑکھڑا رہا ہو اس سے ملاپ کوئی کیوں کرے گا۔ ہر آدمی، گروہ اور ملک یہ چاہتا ہے کہ جس کے ساتھ اس کا اتحاد ہو تو وہ مضبوط ہو۔ جب پاکستان کی سلامتی پر سوال کھڑے ہوتے ہیں، جب لوگ یہ کہنا شروع ہو جاتے ہیں کہ امریکہ کے فلاں اخبار نے کہا اور برطانیہ میں یہ خبر شائع ہوئی کہ پاکستان فلاں سن تک قائم رہے گا تو پھر کشمیری کس بنیاد پر ساتھ ملیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں اسلام کا نفاذ، پاکستان کا معاشی، معاشرتی اور سیاسی استحکام کشمیر کی آزادی کے لیے بہت ضروری ہے۔

قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

کیا لکھوں اور کیسے لکھوں۔ عجب خبر تھی۔ بلکہ چشم دید احوال تھا جو دل سنبھلنے نہیں دیتا۔ عمرے سے آنے والوں نے حرم کعبہ اور حرم نبوی کا جو دس روزہ حال بیان کیا ناقابل بیان ہوگیا۔ امت کے گناہ آل فرعون (پر عذاب) کے کیڑے بن کر صحنوں میں یوں پھیلے کہ قدم دھرنا مشکل۔ بدصورت، بدنما گندگی کی علامت سیاہ جھینگر اور کاکروچ نما کیڑوں کی یلغار۔ اسپرے، مسلسل صفائی کے باوجود قدموں کے نیچے مسلے کچلے جاتے، صفائی کر کے ڈھیریوں کی صورت جابجا۔ غلاف کعبہ پر، جنہیں عملہ برشوں سے صاف کرنے کی پیہم کوشش میں رہتا مگر کم ہوتے دکھائی نہیں دیتے تھے۔ کپڑوں پر چڑھے ہر طرف ہر جا۔ شامت اعمال کے سوا کیا ہے۔ عقل مندوں کی جانب سے بے اصل توجیہات تو بہت دی جاتی ہیں۔ ہم گزشتہ 18 سال میں توجیہات گھڑنے کے فن میں طاق ہو چکے۔ یہ کیا وجہ ہے کہ یہ کیڑے صرف حرمین تک محدود تھے؟ ہوٹلوں یا حرم سے منسلک سڑکوں پر بھی نہیں تھے۔ باقی سب جگہیں بالکل صاف تھیں۔ نام و نشان نہیں تھا، ان کیڑوں کا۔ صحن کعبہ سے دور کی مسافت پر صحن مسجد نبوی بھی عین اسی حال میں رہا۔

امت کے رکوع و سجود قبول نہیں ہو رہے؟ گناہ، کیڑے بن کر مسلط ہوگئے۔ فرعونوں کا ساتھ، پوری امت نے بھرپور اتحاد سے دیا۔ بڑے فرعون نے یہ جنگ شروع کرتے ہوئے کہہ دیا تھا کہ اس جنگ کے دو فریق ہیں۔ ایک طرف ہم (امریکا نیٹو و دیگر) اور ہمارے ساتھی ماڈریٹ (مشرف، السیسی نما منافق) مسلمان۔ دوسری جانب انتہا پسند اور دہشت گرد (یعنی باعمل، میدان جہاد میں کفر سے برسرپیکار مسلمان۔ افغانستان اور بعد ازاں عراق و شام فلسطین میں) 18 سال مسلمانوں کے خون کی ندیاں بہیں۔ مسلمانوں کا کردار کیا تھا؟ دنیائے کفر کے ساتھی 59 ممالک اور دوسری طرف ہر میدان جنگ میں یک و تنہا دیوانے اللہ کے نام پر لڑنے والے۔ کون سا ظلم تھا جو ہر مسلمان ملک میں باعمل مسلمانوں پر دہشت گردی کا لیبل لگا کر نہ توڑا گیا۔ سعودی عرب تا مصر ہر جا علمائے حق، ایمان والے عقوبت خانوں میں بدترین مظالم کا شکار۔ فرعون کی طرح مرد مار دیے، عورتیں بچے رہ گئے۔ مسلم معاشروں کی ہر جاہیئت ہی بدل دی گئی۔ 18 سالوں میں مسلمان عورت بے حیائی کی نذر کرنے کے جو بے لگام اہتمام ہوئے تھے، سو ہوئے ہی تھے۔ سعودی عرب میں عورت کو چادر اور چار دیواری سے آزاد کرنے کی مہم نے ساری حدیں توڑ ڈالیں۔ شمشیر و سناں کی سرزمین گٹاروں، طاؤس و رباب، رنگ رلیوں اور حدود اللہ پامال کرنے پر کمربستہ ہوگئی۔ جہاں کشمیر میں مسلمانوں کے خون کی ہولی کھیلنے اور بھارت بھر میں گائے کی حرمت پر مسلمانوں کا خون بہانے والے مودی کو بلا کر اعزاز خاص سے نوازا گیا۔ ریاض میں مسلمان عورتوں نے خصوصی گرم جوش استقبال سے نوازا۔ ٹرمپ پر نوازشات کی برسات ہوئی۔ یہودی کشنز امریکا سعودی عرب اسرائیل مابین دورے کرتا رہا۔ تبوک میں غزوۂ تبوک کی سرزمین سورہ توبہ کے نزول کا پس منظر لیے، پتھرائی آنکھوں سے موسیقی کی دھنیں بکھیرتا کنسرٹ دیکھتی رہی۔

مدائن صالح، قوم ثمود پر عذاب کے پس منظر میں نبی ﷺ کا وہ سفر جس میں اس علاقے میں ٹھہرنے رکنے پانی لے کر استعمال کرنے کے خلاف تنبیہات موجود ہیں کہ اس پانی میں اس قوم کے گناہوں کے اثرات موجود ہیں۔ ایسی جگہوں سے منہ پر کپڑا ڈال کر روتے ہوئے گزر جاؤ کہ یہ سیر سیاحت گاہیں نہیں، عبرت گاہیں ہیں۔ اسی مدائن صالح میں 20 دسمبر تا 9 فروری، اسے عالمی جہالت یعنی سیاحت کے لیے آثار قدیمہ قرار دے کر پونے دو ماہ کے لیے فیسٹیول سجایا گیا سرما طنطورہ میں۔ (طنطورہ بھی بظاہر شمالی اسرائیل میں اہم ترین آثار قدیمہ پر بنائے ایک گاؤں کے نام پر ہے) یہاں گھنٹہ دو گھنٹہ نہیں 50 دن کی آلات موسیقی کی ہمہ نوع فراہمی کا سماں دیکھا جا سکتا ہے، مثلاً 6 جنوری، جمعۃ المبارک کی رات فرانسیسی وائلن نواز میراثی نے بے بہا خوشی کا اظہار کرتے ہوئے خصوصی حیرت ملے جذبات میں فرمایا: یہ ناقابل یقین ہے، چہار جانب فطرت کا مشاہدہ، جہاں پہلے کبھی کوئی بھی نہیں تھا۔ یہاں (وائلن) بجانے کا موقع میسر آنا! یہ ایک متاثر کن اعزاز ہے جو کچھ میں چہار جانب دیکھ رہا ہوں۔

50 دن دنیا بھر سے مشہور ترین فنکاروں کی پرفارمنس کے لیے یہ اہتمام ہوا۔ ماڈریٹ مسلم دنیا میں یہ سب نارمل ہے۔ مگر یہ امت کا دل ہے جو ان مناظر پر دھڑکنا بھول گیا ہے۔ آسمان سے کیڑے نہیں برسیں گے تو کیا ہوگا۔ صحن کعبہ یوں بھی اب سیلفیوں کا مرکز تھا۔ ایک زائر نے بتایا کہ ایک نوجوان غلاف کعبہ سے لپٹا ہوا تھا، اس سے پہلے کہ زائر شدید متاثر ہوتا کہ لپٹ کر اللہ کے در پر گریہ وزاری کر رہا ہوگا، مگر وہاں تو منظر یہ تھا کہ غلاف میں موبائل سے سیلفی لے رہا تھا۔ کیڑے نہ جھڑیں اڑیں تو کیا ہو! کون کون سی حدیں پامال نہیں ہو رہیں۔ امت شعائر اللہ پر دلیر ہو چکی ہے۔ علمائے حق جیلوں میں ہیں۔ سعودی عرب اور امارات میں امریکی سیاست کے تحت جو کچھ ہو رہا ہے اس پر لب کشائی کا یارا بھی کسی کو نہیں۔ پاکستان کو قرضے چاہئیں۔ ریال لینے والا ہاتھ نہی عن المنکر پر قادر نہیں رہتا، سو ان کی صفائیاں پیش کرتے کرتے اب کیڑے صاف کرنے پڑ گئے۔ (ہم پاکستانی سعودی عرب سے حرمین شریفین کی عقیدت کے ساتھ ساتھ دیرینہ تعلقات کی ایک تاریخ رکھتے ہیں۔ جذباتی وابستگی ہمیں زیادہ دکھی کر رہی ہے مذکورہ حالات میں۔) اللہ، غنی عن العالمین ہے۔ وہ ہمارے سجدوں طوافوں کا محتاج نہیں۔ لکھوکھا فرشتے مسلسل حالت رکوع و سجود وطواف (بیت معمور) میں ہیں۔ یہ عذاب مسلمان کے لیے ہے۔ ہم دھتکارے گئے ہیں۔

بے حد و حساب استغفار (کلمات استغفار اور عملی توبۃ النصوح) کی ضرورت ہے۔ علماء عوام کی تربیت کریں۔ صرف نظر کا وقت نہیں۔ رب تعالیٰ کو راضی کرنے کا وقت ہے۔ کیڑے ختم ہوگئے مگر اللہ نہ کرے ہم آل فرعون والا کوئی اور عذاب دیکھیں فراعنہ دوستی پر! وہ بوڑھا یاد آرہا ہے جو آپ ﷺ کے حضور ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ! کہہ کہہ کر روتا تھا۔ (احساس گناہ سے خوبصورت رویہ اور کیا ہوگا!) اس پر آپ ﷺ نے کلمات تلقین فرمائے: کہو! ((اللّٰھم مغفرتُکَ اَوسَعُ مِن ذُنوبی ورحمتُکَ ارجی عندی من عملی)) ''یا اللہ! تیری

مغفرت میرے گناہوں سے وسیع تر ہے اور میرے عمل کی نسبت تیری رحمت کی امید میرے لیے زیادہ حوصلہ افزا ہے۔'' اپنے گناہوں کے سچے ادراک اور احساس غم میں ڈوبے احساس زیاں کے ساتھ رب تعالیٰ کو پکارنا ہے ہمیں۔ 1440 سال کی بوڑھی امت گناہوں میں تر بتر ہے، اس بوڑھے کی طرح جو اس حال میں ہے کہ رب کی یہ یاددہانی اسی کے لیے ہے:

''کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں۔ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی تھی، پھر ایک لمبی مدت ان پر گزر گئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور آج ان میں سے اکثر فاسق بنے ہوئے ہیں۔'' (الحدید:16)

سر سے پہلے دل کا جھکنا اور اللہ کے ذکر سے آنسو بن بن کر پگھل پگھل کر ٹپکنا مطلوب ہے۔ یہ کیڑے توبہ کے آنسوؤں کا اسپرے مانگتے ہیں۔ سائنسی اسپرے گناہ کے پروردہ کیڑوں پر کام کیا کرتا۔ ایک اور استغفار جو امت پر لازم ہے، وہ ہے کہ جو ان الفاظ سے رب کے حضور توبہ واستغفار کرے گا بخشا جائے گا، اگرچہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو: ''استغفر اللّٰہ الذی لاالٰہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ)) (ترمذی، ابوداؤد) ''میں اس اللہ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں جو حی وقیوم ہے اور اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔'' یہ امت میدان جنگ سے بھاگا غلام ہے جو گورے کی باتوں میں آ کر مظلوم آبادیاں دہشت گردی کے نام پر کفر کے حوالے کر کے کھال بچا کر دوڑ لی تھی! سیدالاستغفار کے ساتھ یہ درج بالا استغفار ہماری ضرورت ہے۔ چوری اور سینہ زوری تو نہ ہو۔ کلمہ اللہ سے عشق کا سودا ہے۔ ہم نے عقل آزمائی شروع کر دی۔

صدق خلیل بھی ہے عشق، صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر وحنین بھی ہے عشق!

اور یہ بھی کہ

عشق نہ ہو تو شرع ودیں بت کدہ تصورات!

سو کیڑے عشق کا خراج مانگتے رہے۔ آنکھ سے ٹپکتے اور جان سے گزر کر لہو کے قطروں کا اسپرے مانگتے ہیں۔ کم از کم ایک جمعہ، یوم استغفار کو دیجیے۔ ایک تجربہ اس وقت کیا ہوتا، طالبان کو حرم میں ایک نماز کی امامت اور دعا کروانے کی دعوت دی ہوتی۔ سب صاف ہو جاتا! ✿✿✿

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(07 تا 13 فروری 2019ء)

جمعرات (07 فروری) کو صبح 9 بجے تا نمازِ ظہر مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ جمعہ (08 فروری) کو مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ ہفتہ (09 فروری) کو دن 11 سے 3 بجے تک قرآن اکیڈمی میں تنظیمی امور نمٹائے۔

اتوار (10 فروری) کو صبح 8 بجے شیڈول کے مطابق حلقہ فیصل آباد کے دورے پر روانہ ہوئے اور 10 بجے قرآن اکیڈمی، فیصل آباد پہنچے۔ حلقے کے رفقاء کے ساتھ اجتماعی ملاقات کے پروگرام کا آغاز طے شدہ وقت کے مطابق 11 بجے ہوا۔ معمول کے مطابق سب سے پہلے امیر حلقہ نے مقامی امراء کا، پھر مقامی امراء نے اپنے نقباء کا اور پھر نقباء نے نئے رفقاء کا تعارف کرایا۔ بعدازاں، سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی جو نمازِ ظہر تک جاری رہی۔ سہ پہر 3 تا 3:45 بزرگ عالم دین جناب ارشادالحق اثری سے ان کے ''ادارہ علوم اثریہ'' پر ملاقات رہی۔ شام 4:15 سے 5:15 بجے تک بزرگ عالم دین محترم مولانا مجاہد الحسینی سے ملاقات کے لیے ان کی رہائش گاہ جانا ہوا۔ بعد نمازِ عشاء اشرف لیبارٹریز کے چیف ایگزیکٹو ڈاکٹر زاہد اشرف کے زیر اہتمام منعقدہ ایک تقریب میں شرکت کی، جو رات 11 بجے تک جاری رہی۔ امیر محترم کو ایک مہمان مقرر کے طور پر دعوت دی گئی تھی۔ اسلام اور پاکستان کے باہمی تعلق کے حوالے سے تفصیلی خطاب ہوا۔ بعدازاں، سوال و جواب کی بھرپور نشست بھی رہی۔ سوموار (11 فروری) کو قرآن اکیڈمی، فیصل آباد میں جاری ملتزم تربیتی کورس میں صبح 8 تا 11 ''امیر اور مامور کا باہمی تعلق اور ذمہ داریاں'' اور پھر 11 سے 1 بجے تک ''قراردادِ تاسیس'' کے حوالے سے لیکچر دیے۔ شام 4 بجے لاہور واپس پہنچے۔

منگل (12 فروری) کو صبح 10:30 تا 2:30 بجے دارالاسلام میں تنظیمی امور نمٹائے۔ بعد نمازِ عصر قرآن اکیڈمی میں دو احباب جناب اطہر علی جو امیر محترم کے سکول فیلو رہے ہیں، اور جناب خواجہ طلحہ زبیر ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ دینی اور تنظیمی امور پر گفتگو رہی۔ ابتدائی قدم کے طور پر دونوں نے مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کی رکنیت اختیار کر لی اور بانی محترمؒ کے تحریکی لٹریچر کے مطالعے کا وعدہ کیا۔ شام 7 بجے قرآن اکیڈمی میں ہی امریکہ سے آئے ایک مہمان جناب شریف نصر کے ساتھ ملاقات اور تبادلہ خیال کی نشست منعقد ہوئی جس کا اہتمام صدر، مرکزی انجمن خدام القرآن نے کیا تھا۔ اس مجلس میں ناظم شعبہ تحقیق، قرآن اکیڈمی اور جناب مومن محمود بھی شریک گفتگو رہے۔ بعد نمازِ عشاء طے شدہ پروگرام کے مطابق مسجد نور میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم واپڈا ٹاؤن کے رفقاء سے اجتماعی ملاقات ہوئی۔ نئے رفقاء اور ذمہ داران کے تعارف کے بعد امیر محترم نے رفقاء کے سوالات کے جوابات دیے۔ اس موقع پر مرکز سے ناظم اعلیٰ بھی تشریف لائے۔ بدھ (13 فروری) کو صبح 10 تا نمازِ ظہر قرآن اکیڈمی میں تنظیمی امور نمٹائے۔ اسی دوران جہلم سے رفیق تنظیم جناب ساجد سہیل ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ بعد نمازِ مغرب جامع القرآن، قرآن اکیڈمی میں منعقدہ ایک محفل نکاح میں خطبہ دیا۔ (مرتب: محمد خلیق)

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر!

پروفیسر عبدالعظیم جانباز

اگر مسلم معاشرے کو موجودہ معاشرے کے تناظر میں دیکھا جائے تو جا بجا یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارا مسلم معاشرہ دراصل ایک انتہائی بگڑی ہوئی شکل کا نام ہے۔ مسلم معاشرے کو ہمارے آقاؤں نے توڑ پھوڑ دیا ہے، اس کی مثال چند ایک واقعات سے ہم اخذ کر سکتے ہیں، جب صلیبیوں نے ترکی کو شکست دی، خلافت کو ختم کیا، مسلمانوں کو چھوٹے چھوٹے ملکوں میں بانٹ دیا تو ساتھ ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ ہم نے مسلم معاشرے کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے۔ اتاترک نے ترکی میں اسلام کی ساری کی ساری معاشرت کو ریاستی جبر سے ختم کیا اور اس کی جگہ مغرب زدہ شیطانی وصیہونی معاشرت کو رائج کر دیا، جس کو آج تک سنبھلنے کا موقع نہیں مل سکا۔ کچھ مدت پہلے ایسی ہی کوشش کا ذکر بھارت میں کانگریس کی سربراہ سونیا گاندھی نے کی اور کہا تھا کہ مسلمانوں کی تہذیب وتمدن کو ہم نے ختم کر دیا۔ اسی طرح یہودیوں کے پروٹوکول میں بھی درج ہے کہ فلاں وقت تک ہم نے میڈیا پر کنٹرول حاصل کرنا ہے جو اب انھوں نے حاصل کر لیا ہے۔ جس پر عمل کرتے ہوئے اس وقت دنیا کی تمام بڑی بڑی خبر رساں ایجنسیاں اور الیکٹرانک میڈیا یہودیوں کے کنٹرول میں ہیں۔ دنیا اور خصوصاً مسلم معاشرے میں وہی خبر آتی ہے جو وہ چھان بین کر اپنے مطلب کی بنا کر نشر کرتے یا پیش کرتے ہیں۔ دوسری طرف مسلم دنیا میں میڈیا پر کوئی خاص پیش رفت نہیں کی گئی، جس وجہ سے مغربی میڈیا جس رخ پر مسلم معاشرہ کو چاہتا ہے ہانک کر لے جاتا ہے، بلکہ مسلم حکومتوں میں ڈالرز کی چمک دکھا کر میڈیا کے لوگوں کو خریدا جاتا ہے جس کی خبریں ہمیں پاکستان میں بھی اکثر ملتی رہتی ہیں۔

حقیقی مسلم معاشرہ ہمارے نبی مہربان ﷺ کے ہاتھوں مدینے میں قائم ہوا تھا جسے دنیا کی شیطانی وطاغوتی قوتیں ہر دور میں ختم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، مگر وہ اسے بالکل ختم نہیں کر پائے، صرف اس میں بگاڑ پیدا کر سکے ہیں۔ میڈیا نام ہے معلومات کے ابلاغ کا، الیکٹرانک، پرنٹ یا زبانی ہو، میڈیا کے ذریعے معاشرے پر اثر انداز ہونا، معاشرے کی نشوونما پر میڈیا کا اثر ہر زمانے میں مانا گیا ہے۔ اسلام سے پہلے بادشاہوں کے دور میں یہ کام بادشاہ کے قصہ گو زبانی عوام تک بادشاہ کی خبریں پہنچاتے تھے جس میں اللہ سے ڈرنے کے بجائے بادشاہ سے ڈراتے تھے۔ طریقہ یہ رائج تھا کہ وہ قصہ گو خبر کو اس طرح عوام تک پہنچاتے تھے کہ ایک تھا بادشاہ تیسرا مہرا اللہ بادشاہ...... پھر آگے خبر شروع ہو جاتی تھی‘‘

رسولِ کائنات ﷺ نے جہاں دنیا کے سارے غلط چلن ختم کیے وہاں میڈیا کی سمت بھی درست کی۔ خبر کو عام کرنے کے لیے مقدس جگہ مسجد تھی، رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی کے منبر پر بیٹھ کر (خبر) احکامات دیا کرتے تھے جو معاشرے میں اللہ کے حکم کا درجہ رکھتے تھے، اس پر ہر مسلمان کا عمل فرض قرار دیا گیا تھا۔ اسی مسجد کے میڈیا کے ذریعے مسلم معاشرہ قائم ہوا تھا۔ عام مسلمان کسی بھی خبر کو پہلے تحقیق کر کے آگے بیان کیا کرتا تھا۔ کسی کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ کافی تھا کہ اِدھر سے بات سنی، اُدھر بغیر تحقیق کے آگے پھیلا دی۔ مسلم معاشرہ اسی دنیا میں خلفائے راشدینؓ کے دور تک قائم تھا۔ مساجد میں خطیب اللہ کی کبریائی جو سب سے بڑی خبر ہے کے ساتھ ساتھ مسلم معاشرے کی نشوونما اور اخلاق سدھارنے کی ذمہ داری بھی ادا کرتے تھے۔ سارا مسلم معاشرہ ایک مسلم قومیت پر ضم ہو گیا تھا، اسی مسلم معاشرے پر شاعرِ اسلام ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے کہا تھا:

اپنی ملت پہ قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمیؐ

پھر اس مسلم معاشرے میں تبدیلی آنا شروع ہوئی، خلافت عام مسلمانوں کی رائے کی بجائے اپنے خاندان میں قائم ہونے لگی، خزانہ حکمرانوں کی ذاتی ملکیت میں چلا گیا۔ وفاداری کا معیار اللہ اور رسول ﷺ کی بجائے حکمرانوں کے ساتھ منسلک ہو گیا، فردی کی آزادی کم سے کم ہوتی گئی، مسجد جو اس وقت کا سب سے بڑا میڈیا کا ذریعہ تھی، حکمرانوں کے کنٹرول میں چلا گیا، اب وہی بات صحیح مانی گئی جو حکمرانوں نے کہی، جس نے حق وسچ بیان کرنے کی کوشش کی اس کے گلے کاٹے گئے اور پسِ دیوارِ زنداں ڈالے گئے۔

پھر دنیا میں فاصلے کم ہونا شروع ہوئے، ابلاغ میں آسانی پیدا ہوئی، سفری سہولتیں جانوروں کی بجائے مشین کے ذریعے حاصل ہو گئیں، موٹر کار اور ہوائی جہاز نے آسانیاں پیدا کر دیں، ساتھ ہی ساتھ ذرائع ابلاغ نے ترقی اور چھاپہ خانے وجود میں آئے، اس کے بعد ریڈیو ایجاد ہوا، فلم جس میں انسان کی شکل سامنے دیکھی جا سکتی تھی ایجاد ہوئی، ٹیلی ویژن ایجاد ہوا، بالآخر آج انٹرنیٹ نے تو انقلاب برپا کر دیا ہے۔ ایک شخص زمین کے ایک کونے سے اپنی بات براہِ راست پوری دنیا کو سنانے کے قابل ہو گیا ہے، ان آسانیوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مقتدر قوموں اور حکومتوں نے اپنے مقصد کے لیے اپنے مخالفین کے اندر نفوذ کرنا شروع کیا۔ جدید میڈیا سے خوف کی فضاء پیدا کی گئی، جیسے افغان جہاد میں اس کے حواری ڈراتے تھے کہ روس ایک دفعہ جس ملک میں داخل ہوا واپس نہیں گیا، اب یہودی کنٹرولڈ میڈیا امریکہ سے کمزور قوموں کو ڈرا رہا ہے۔ اسی میڈیا کے ذریعے اپنی تہذیب کو بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں۔ اپنے فن کاروں سے ڈراموں کے ذریعے پرانی تہذیبوں کا مذاق اڑایا گیا اور اس کی جگہ اپنی تہذیب کو ترقی کے لیے زینے کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ اسی میڈیا کے زور سے کمزور قوموں کی معاشرت کو ختم کر کے اپنی معاشرت کو پروان چڑھایا جاتا ہے۔ مختلف قسم کے ایام منائے جاتے ہیں جیسے ویلنٹائن ڈے منایا جا رہا ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے ذریعے بھی یہ کام کیا جا رہا ہے۔ مسلم معاشرے، خاص کر پاکستان میں ان تمام ذرائع کو استعمال کیا جا رہا ہے، مغربی شیطانی معاشرہ جس میں بے حیائی عام ہے، عورت جو اسلام میں ماں، بہن، بیٹی کے روپ میں تقدس کی مالک ہے، مغرب میں اسے شمعِ محفل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ معاشی ضرورت کے لیے اسے نیم عریاں کر کے پیش کیا جا رہا ہے۔ سرمایہ دار کا کوئی پروڈکٹ جب تک عورت کا حسین وجمیل چہرہ نہ پیش کیا جائے فروخت ہی نہیں ہوتا۔ ہوٹلوں اور کلبوں میں عورتیں مکمل عریاں ہو کر ڈانس پیش کرتی ہیں۔ فعل قومِ لوط کو عام کر دیا گیا ہے، بلکہ مغرب نے اس قبیح فعل کو آئین وقانون کا حصہ بنا دیا ہے۔ پچھلے دنوں ہمارے دوست نما دشمن امریکہ کے سفارت خانے

میں ہم جنسوں کا اجتماع ہوا تھا جو ہمارے مذہب اور معاشرت پر حملہ ہے۔

غیر مخصوص طریقے سے ہمارے تعلیمی اداروں میں بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ مغرب میں ایک ہی پانی کے حوض میں باپ بھائی ماں بیوی بہن نیم عریاں نہانے کے لباس میں نہاتے ہیں جس سے بے حیائی پھیلتی ہے، جب کہ مسلم معاشرے میں عریانی نام کی کوئی چیز نہیں، بلکہ سوسائٹی میں پردے کا حکم ہے۔ مغربی معاشرے میں عورت کو بھی کمائی میں لگا دیا ہے، جب کہ اسلام میں گھر کی معاشی ضروریات کا ذمہ دار مرد ہے، عورت پر معاشی ذمہ داری نہیں ہے، ان غلط کاموں کی وجہ سے مغرب کا معاشرہ بے حیائی والا معاشرہ بن گیا ہے، باپ کے سامنے نوجوان بیٹی کہتی ہے اوکے ڈیڈ میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ جا رہی ہوں، ان کے خاندانی نظام کا یہ حال ہے کہ مرد کارخانے سے شام کو کام سے واپس آتا ہے بیوی کی طرف سے میز پر تحریر پڑی ہوتی ہے، میں تمھارے ساتھ نہیں رہنا چاہتی ہوں، کل کورٹ میں فیصلے کے لیے آجانا۔ مغرب کے اپنے سروے کے مطابق مغربی معاشرے میں چالیس فیصد حرامی بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اس جدید شیطانی معاشرے کی کیا کیا خامیاں بیان کی جائیں۔ مغربی معاشرہ مکمل تباہ ہو چکا ہے، اسی معاشرے کو جدید میڈیا مسلم دنیا اور پاکستان میں خاص طور پر پیش کر رہا ہے۔ حکومتیں جن کا کام عوام کی حفاظت کے ساتھ ان کی تہذیب کی بھی رکھوالی ہوتی ہے، بری طرح اس جدید میڈیا کے شکنجے میں پھنسی ہوئی ہے اس کی وجہ بیرون ملکوں سے قرضوں کا حصول ہے جو قرض دیتے ہیں وہ اپنی شیطانی تہذیب بھی مسلط کرتے ہیں۔ پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا گھنٹوں فلمی ایکٹرسوں کی موت ان کی عمر اور ان کی کارکردگی پر شو پیش کرتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں قوم کے ہیروز کو وقت نہیں دیا جاتا، جو پاکستانی مسلم تہذیب کے مخالف ہیں، انھیں زمین سے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ جیسے حال ہی میں ملالہ کو پوری دنیا کا لیڈر بنا دیا گیا ہے۔

مغربی ممالک خاص طور پر امریکہ میڈیا کو خریدنے کے لیے فنڈ مختص کرتے ہیں۔ اس سے پاکستانی میڈیا بھی مستفیض ہوا ہے۔ اسی لیے اس کو امریکی فنڈ ز میڈیا کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف امن کی آشا کے نام پر بھارتی ہندوانہ تہذیب کو پاکستان پر زبردستی ٹھونسا جا رہا ہے۔ یہ اسی جدید میڈیا کا کردار ہے جو ہمارا معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ اب ایک ایک کر کے اسلامی قدروں کو ختم کیا جا رہا ہے، اس میں پاکستانی حکومت بین الاقوامی قوانین کے تحت پابند ہیں۔ اقوام متحدہ کے بین الاقوامی ادارے جو مغربی صلیبی ملکوں کے قبضے میں ہیں، جو خود شیطانی تہذیب کے معمار ہیں، وہ دنیا میں کبھی ماں کا دن، باپ کا دن، بچوں کا دن، عورتوں اور ویلنٹائن ڈے منانے کے ذریعے اپنی تہذیب مسلط کر رہے ہیں۔ یہ جدید میڈیا کا کردار ہے جس نے مسلم معاشرے کو اسلام سے دور کیا ہے۔ بے حیائی کو عام کیا جا رہا ہے۔ بانیٔ پاکستان قائد اعظم کے اسلامی پاکستان کے ویژن کے خلاف سکولرازم کے پرچار کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ پُرامن اسلام کو دہشت گرد بنا دیا ہے۔ کل کے وفاداروں کو غدار بنا کر پیش کر رہا ہے، یہ ہے مسلم معاشرے پر جدید میڈیا کا کردار۔ ❁❁❁

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ ''قرآن اکیڈمی یاسین آباد کراچی'' میں

22 تا 24 فروری 2019ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 1-021-34816580 / 0333-1241090

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-(042)35473375

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''قرآن اکیڈمی 25 آفیسرز کالونی بوسن روڈ (عقب ملتان لاء کالج) ملتان'' میں

03 تا 09 مارچ 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء ان موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

08 تا 10 مارچ 2019ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 061-6520451,0331-7045701

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 79-(042)35473375

انسدادِ سود کے ضمن میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ایک خطاب کا خلاصہ

محمد سمیع

معروف مفکر قرآن ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے کافی عرصے قبل اپنے ایک خطاب میں انسداد سود کے ضمن میں چند نکات بیان فرمائے تھے۔ اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جارہا ہے۔

بنیادی بات یہ ہے کہ لوگوں کے ایمان میں گہرائی اور گیرائی پیدا کرنے کے لئے تمام ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا جائے۔ سود کی خباثت اور اس کی شناعت کو قرآن وسنت کی روشنی میں لوگوں میں زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے تا کہ لوگوں میں جذبہ پیدا ہو کہ انہیں سود چھوڑنے پر کوئی نقصان برداشت کرنا پڑے تو اسے پوری ایمانی جذبے کے ساتھ سہہ جائیں۔

Comission for Islamisation of Economy کو موثر بنانے کے لیے اس میں بڑے پیمانے پر علمائے کرام اور ماہرین معاشیات کو جمع کیا جائے اور انہیں اس کام کے لیے کل وقتی بنیاد پر مصروف کیا جائے۔ انہیں وسیع تر اختیارات دیئے جائیں تا کہ وہ انسداد سود کی نگرانی بہتر طور پر کرسکیں۔

عدالتی نظام کو مستعد اور موثر بنایا جائے اور بینکوں کے نظام کو مفید اور حقیقت پسندانہ بنایا جائے۔

نئے ادارے بنائے جائیں جن کے ذریعے شرعی طور پر جائز کاروبار کیا جاسکے۔ کمرشل بینکنگ کے بجائے انوسٹمنٹ بینکنگ کے لیے مضاربہ کمپنیاں وجود میں لائی جائیں جن کی نگرانی حکومت کی ذمہ داری ہو۔ ان کا باقاعدگی کے ساتھ آڈٹ کا نظام ہو۔

سود کی لعنت کو ختم نہیں کیا جاسکتا جب تک زراعت کو بھی سود سے پاک نہ کیا جائے۔ ہماری معیشت بنیادی طور پر زرعی ہے۔ اس سلسلے میں دو کام فوری طور پر کیے جائیں۔ علمائے کرام اور ماہرین بندوبست آراضی پر مشتمل کمیٹی بنائی جائے جو یہ طے کرے کہ ہماری زمینیں عشری ہیں یا خراجی۔ اگر یہ خراجی ہیں تو نیا بندوبست آراضی قائم کیا جائے۔ ملکیت کی حد مقرر کی جائے کہ کسی کی ملکیت میں (مثلاً) ایک مربع سے زیادہ زمین نہیں ہوسکتی۔ دوسرے یہ کہ اسلام میں مزارعت جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کن شرائط کے ساتھ۔

اس وقت کرنے کے پہلے دو کام یہ ہیں جو گناہ بے لذت کی مظہر ہیں۔ مثلاً بلاضرورت سود کے گناہ میں ملوث ہونا۔ صوبائی اور وفاقی حکومت کے قرضے پر اسٹیٹ بینک کے سود کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔ اس وقت وفاقی حکومت صوبائی حکومتوں کو قرض دے رہی ہے اور اس پر سود لے رہی ہے۔ جب صوبائی حکومت سود کے چکر میں پھنس جاتی ہے تو اسے اس چکر سے نکالنے کے لیے گرانٹ دی جارہی ہے۔ پہلے اس پر سود کا بوجھ ڈال کر اس کا بیڑہ غرق کیا جاتا ہے پھر اس بوجھ سے اسے نکالنے کے لئے گرانٹ دے دی۔ ایک جیب سے نکال کر دوسری جیب میں ڈالنے کا فائدہ کیا ہے۔ حکومت اسٹیٹ بینک سے قرض لے رہی ہے تو اس پر سود ادا کررہی ہے۔ اسی طرح نیم سرکاری اداروں کو حکومت نے جو قرضے دیئے ہیں انہیں فوری طور پر Equity میں تبدیل کردیا جائے۔ حکومت کی جانب سے انہیں حصہ داری کی بنیاد پر فنڈز دیئے جائیں۔ دراصل یہاں جو کچھ ہورہا ہے وہ عالمی مالیاتی اداروں کی شرائط کی تکمیل میں ہورہا ہے۔

اگلا کام سب سے کٹھن اور انقلابی نوعیت کا ہے۔ حکومت کی بچت اسکیموں کے تحت ہر قسم کے سرٹیفکیٹس، بانڈز اور سیکورٹیز پر سود کی ادائیگی فوری طور پر بند کی جائے۔ نیز ان قرضوں کی اصل ادائیگی کے لیے مناسب لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے اور متبادل کے طور پر پبلک کارپوریشنز میں حصص کے اجراء کا بندوبست کیا جائے۔ اربوں روپے حکومت نے عوام سے مختلف اخراجات کے لئے قرض لیے ہوئے ہیں۔ روزنئی نئی اسکیمیں لائی جارہی ہیں اور اس طرح عوام کو حرام خور بنایا جارہا ہے۔

ہمارے ہاں اگر نظام خلافت قائم ہوجائے تو لوگوں کو اس آیت پر عمل کرنے پر کہا جائے کہ ”اے ایمان والو! سود میں سے بقایا رقم چھوڑ دو“ حکومت فیصلہ کرے کہ قرضوں پر سود نہیں دیا جائے گا۔ البانیہ میں یہ ہوا ہے۔ ایک بڑی کمپنی نے یہ اعلان کیا کہ ہم نے جو قرض لیے تھے، اس پوزیشن میں نہیں کہ انہیں واپس کرسکیں۔ لہٰذا آج سے سود بند ہے۔ البتہ جو اصل قرضے کی رقوم ہیں انہیں ہم اپنی سہولت کے مطابق ادا کریں گے۔ بعینہٖ یہی بات قرآن مجید کہہ رہا ہے۔ ”اگر تمہارا مقروض تنگی میں ہے تو اسے مہلت دو تا کہ وہ اپنی سہولت کے ساتھ ادا کرسکے۔ حکومت اپنے قرض دینے والوں کے ساتھ معاملہ کرے۔ ہمارے لیے تو قرآن میں مکمل رہنمائی موجود ہے۔ ایمان کا تقاضا تو اس آیت بتایا گیا کہ اگر تم صدقہ کردو تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ یہ تمہارا فاضل سرمایہ تھا جو تم نے قرض پر دیا۔

سرکاری ملازمین کو گاڑی، مکان وغیرہ کے لیے قرض پر سود لینے اور پراویڈنٹ فنڈ میں ان کے سود لینے کے سلسلے کو بند کیا جائے۔

بین الاقوامی قرضوں پر سود کے ایڈجسٹمنٹ کے لیے Debt for Equity swap کا طریقہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ یہ طریقہ لاطینی امریکہ میں بڑے پیمانے پر اختیار کیا گیا ہے۔ مثلاً کسی ملک نے آپ کو بہت بڑا قرض دے رکھا ہے اور آپ اسے ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ اس پر طے کیا جاتا ہے کہ اولاً تو اس قرض کی رقم کو کم کیجئے تا کہ ہم ادا کرسکیں۔ دوم یہ کہ ہم اسے ڈالر میں واپس نہیں کرسکتے۔ ہماری کرنسی کے بل پر آپ یہاں صنعت کاری کیجئے۔ نفع آپ لے جاسکیں گے۔ ایسا ہم کرسکتے ہیں۔ صرف زمین پر پاؤں جما کر بات کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے ہم کو اپنے ملک میں سود کو ختم کرنا پڑے گا تا کہ قرض دینے والے ملک کو بھی بات سمجھ میں آسکے۔

کمرشل بینکوں کو real investment اور Trading business کی اجازت ہو۔

اسٹاک ایکسچینج کے ادارے کو قائم رکھا جائے لیکن اس میں سٹے کو ختم کیا جائے اور صرف Actual transaction کی اجازت ہو۔

مالیاتی اداروں کو مندرجہ بالا شرائط کے ساتھ کام کرنے کی اجازت ہو البتہ اس پر نگرانی کے لیے ایک شرعی آڈٹ کا ادارہ قائم کیا جائے تا کہ کوئی غیر شرعی کام نہ ہو اور ایسا کوئی قدم اٹھایا جائے تو اس پر سخت سزائیں دی جائیں۔

ڈاکٹر صاحبؒ نے اوپر جو باتیں بیان کی ہیں ان پر عمل درآمد میں مشکلات پیش آسکتی ہیں لیکن یہ تب ممکن ہے جب ہماری نیت وطن عزیز میں سود کو ختم کرنے کی ہو۔ انگریزی کا ایک معروف محاورہ ہے کہ When there is a will there is a way. نیت سود کے خاتمے کی نہ ہو تو سود کے خاتمے کی راہ میں سو قسم کے بہانے بنائے جاسکتے ہیں جیسا کہ عدالت میں اٹارنی جنرل نے بیان کئے۔ اللہ ہمیں استقامت کے ساتھ دین کے نفاذ کی جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امیر حلقہ پنجاب جنوبی کا دورہ تونسہ شریف

امیر حلقہ پنجاب جنوبی جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی 27 جنوری 2019ء کو ملتان سے تونسہ دعوتی دورے پر روانہ ہوئے۔ رفقاء اسرہ تونسہ شریف نے امیر حلقہ کے دعوتی خطاب عام کا انتظام جامع مسجد مدنی محلہ شاہ عالمی کالج روڈ تونسہ میں کیا ہوا تھا۔ دوران سفر کوٹ ادو سے جناب جام عابد حسین کو اپنے ہمراہ لیا۔ دس بجے کے قریب جناب رضا محمد گجر کی رہائش گاہ پر پہنچے۔ کچھ دیر آرام کے بعد مدنی مسجد کو روانہ ہوئے۔ محترم عابد حسین نے اسسٹنٹ کمشنر تونسہ شریف سے آدھا گھنٹہ ملاقات کی۔ امیر حلقہ کا خطاب ''دینی فرائض کا جامع تصور'' کے عنوان سے گیارہ بجے شروع ہوا۔ امیر حلقہ نے اپنے خطاب میں دین اسلام کے جامع تصور اور دینی ذمہ داریوں سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ سوا سو سے زائد شرکاء نے ایک گھنٹہ دلجمعی سے خطاب سنا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان فرائض کو ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین)

(مرتب: شوکت حسین انصاری)

حلقہ سرگودھا کے زیر اہتمام جوہر آباد میں توسیع دعوت پروگرام

20 جنوری 2019ء کو اس پروگرام کی ترتیب امیر حلقہ نے کچھ اس طرح سے کی کہ دن 1 بجے تا نماز عصر تک تنظیم کی دعوت اور تعارف کے چار متوازی پروگرام تشکیل دیئے گئے۔

1۔ پہلا پروگرام جوہر آباد میں تنظیم کے دفتر میں رکھا گیا تھا جس میں رفقاء اور احباب کو 1 بجے کا وقت دیا گیا تھا لہٰذا خراب موسم اور بارش کے باوجود 8 رفقاء اور 15 احباب نے شرکت کی۔ نماز ظہر کے بعد امیر تنظیم میانوالی نور خان نے ''فرائض دینی کا جامع تصور'' وائٹ بورڈ کے ذریعے سمجھایا۔

2۔ دوسرا پروگرام 3 بجے تا 3:40 تک جوہر آباد میں اسلام آباد بارانی یونیورسٹی کے سب کیمپس کے ہاسٹل میں ہوا جہاں معاون امیر حلقہ محترم شادی بیگ نے راہ نجات (سورۃ العصر کی روشنی میں) پر لیکچر دیا۔ جس کو ایک پروفیسر اور 25 کے قریب طلبہ نے دلچسپی سے سماعت کیا۔

3۔ تیسرا پروگرام مسجد ابو ہریرہ گروٹ روڈ میں ساڑھے تین بجے بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ جہاں محترم نور خان نے دین کا ہمہ گیر تصور پیش کیا۔ اس کو 15 کے قریب نمازیوں نے سماعت کیا۔

4۔ چوتھا پروگرام جوہر آباد کے نواحی علاقہ گھگ میں منعقد ہوا۔ جہاں ہماری تنظیم کے انتہائی مخلص مبتدی رفیق یوسف صاحب قیام پذیر تھے جو پچھلے دنوں وفات پا گئے۔ انہوں نے ذاتی حیثیت میں اپنے علاقے میں بانی محترم کی فکر سے لوگوں کو روشناس کروایا تھا۔ لہٰذا طے کیا گیا کہ یوسف صاحب کے بیٹوں کے ساتھ مل کر اس علاقہ میں ایک عوامی پروگرام رکھا جائے۔ امیر حلقہ خالد وسیم کے ہمراہ یوسف صاحب کے بھائیوں، بیٹوں اور دیگر فیملی کے لوگوں سے ملے اور ان کو خالد وسیم نے تنظیم اسلامی کا تعارف اور دعوت پیش کی۔ دین کے اہم موضوعات جیسے معاشرتی ذمہ داریاں، اور آپس کے معاملات، اور دین اسلام میں حاکمیت کا تصور بھی واضح کیا۔ انہوں نے جوہر آباد میں تنظیم کے ہفتہ وار منعقد ہونے والے پروگرام میں باقاعدگی سے شمولیت کا وعدہ کیا۔ بعد نماز عصر واپسی کا سفر شروع ہوا۔ (محمود عالم، معتمد حلقہ سرگودھا)

تنظیم اسلامی بہاولپور کے زیر اہتمام تعارفی پروگرام

تنظیم اسلامی بہاولپور کے نئے شامل ہونے والے رفقاء کے لیے دسمبر 2018ء میں ایک تعارفی پروگرام منعقد ہوا جس میں امیر حلقہ پنجاب جنوبی محترم ڈاکٹر محمد طاہر خاکوانی نے شرکت کی۔ اس پروگرام میں 26 رفقاء و احباب نے شرکت کی۔

تعارفی پروگرام میں شرکاء کا تعارف حاصل کیا گیا۔ اس کے بعد انہیں تنظیم کی بنیادی دعوت، فرائض دینی کا جامع تصور، امیر محترم کا تعارف، بانی محترم کی زندگی کے اہم خدوخال، تنظیمی ڈھانچہ، منہج کا طریق کار اور مبتدی رفیق کے اہداف سے متعلق آگاہی دی گئی۔ مذکورہ عنوانات پر مشتمل ایک کتابچہ بھی شرکاء کو دیا گیا۔ (مرتب: شوکت حسین انصاری)

نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان کا دورہ گوجرانوالہ ڈویژن

نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان ڈاکٹر عبدالسمیع دس بجے گجرات پہنچے۔ ملتزم رفیق و نقیب حافظ زین العابدین کے ہاں قیام کیا۔ ساڑھے گیارہ بجے مرکز تنظیم اسلامی تقویٰ مسجد میں رفقاء کے ساتھ مطالعاتی نشست کا اہتمام تھا جس میں تعارف تنظیم اسلامی کتابچہ کے دو حصوں عقائد اہل السنہ والجماعۃ اور قرار داد تاسیس کو مختصر تشریح کے ساتھ پڑھایا گیا۔ تقریباً 35 رفقاء اس میں شریک ہوئے۔ یہ نشست نماز ظہر تک جاری رہی۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد تلاوت، نعت اور ''رب ہمارا'' کے عنوان سے عمومی خطاب ہوا۔ جس میں 60 رفقاء، 90 احباب اور 55 خواتین نے شرکت کی۔ شرکاء میں کتابچہ ''رب ہمارا'' بھی تقسیم کیا گیا۔ تمام رفقاء و احباب نے پروگرام کو بہت سراہا۔ عصر کی نماز گجرات مرکز میں ادا کرنے کے بعد نائب ناظم اعلیٰ گوجرانوالہ کی جانب روانہ ہوئے جبکہ گجرات تنظیم کے 12 رفقاء بھی آپ کے ساتھ تھے۔ گوجرانوالہ میں عشاء کی نماز کے بعد سورۃ الصف کے مضامین کو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں بیان کیا۔ اس میں سو کے قریب بچوں، بڑوں اور رفقاء نے شرکت کی۔ پروگرام کے اختتام پر بانی محترم کا سورۃ الصف کے درس پر مشتمل کتابچہ تقسیم کیا گیا۔ تقریباً گیارہ بجے رات نائب ناظم اعلیٰ اور ان کے ساتھی فیصل آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری ان حقیر کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت فرمائے۔ آمین (رپورٹ: ابن اقبال میر، گجرات)

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع بصورت شب بیداری

حلقہ لاہور غربی کا سہ ماہی اجتماع 29 دسمبر 2018ء بروز ہفتہ بصورت شب بیداری قرآن اکیڈمی لاہور میں منعقد ہوا۔ شام ساڑھے چھ بجے رفقاء قرآن اکیڈمی پہنچے۔ نقابت کے فرائض حلقہ کے ناظم تربیت حافظ محسن محمود نے ادا کئے۔ پہلا پروگرام تذکیر بالقرآن کا تھا۔ حافظ عبداللہ محمود پوری نے سورۃ قٓ کے ذریعے مدلل، دلنشین انداز میں تذکیر بالقرآن کی سعادت حاصل کی۔ بعد نماز عشاء درس حدیث کا پروگرام ہوا۔ حلقہ کے ناظم دعوت محمود حماد نے درس حدیث دیا۔ وقفے کے بعد اگلے پروگرام کا عنوان تھا

''اسروں کو کیسے آباد رکھا جائے؟'' مقامی تنظیم شیخوپورہ کے رفیق ثمر اقبال نے مختلف زاویوں سے موضوع پر روشنی ڈالی اور کہا کہ نقیب کو اپنے رفقاء کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوں اور وہ ان کے گھریلو حالات کو بھی جانتا ہو۔ اسرہ کے اجتماع کے ختم ہونے پر جو رفیق نہیں آئے ان سے بذریعہ فون یا ملاقات کر کے حالات معلوم کیے جائیں۔ طنزیہ انداز میں گفتگو سے پرہیز کیا جائے اور امراء اپنے نصف روزہ یا شب بیداری پروگرام میں اس موضوع پر مذاکرہ کریں۔

اگلے پروگرام کا عنوان سیرت صحابہؓ تھا۔ امیر حلقہ کے معاون اعجاز خان نے سیرت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر گفتگو کی۔ امیر حلقہ نے ملتزم رفقاء و ذمہ داران کو اپنی سہ ماہی وششماہی رپورٹس پُر کر کے جلد از جلد بذریعہ ناظم ارسال کرنے کا کہا۔ انہوں نے کہا کہ دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی میں تعمیر مسجد اور مہمان خانے کا کام جاری ہے۔ رفقاء سے خصوصی انفاق کی درخواست ہے۔ اگلا پروگرام تحریکی کارکنوں کے لیے ''مطالعہ کی اہمیت'' کے عنوان سے تھا۔ امیر حلقہ کے معاون عطاء الرحمٰن نے بڑے دلچسپ انداز میں اس موضوع پر گفتگو کی۔ انہوں نے رفقاء کو مطالعہ کرنے پر ابھارا اور ایک پرانا قول دہرایا کہ کتاب سے اچھا رفیق کوئی اور نہیں۔

اس کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔ صبح رفقاء کو تہجد کے لیے اٹھایا گیا۔ نماز فجر کے بعد رفیق محترم کاشف گیلانی نے حدیث مبارکہ ''اس شخص کی مثال جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔'' کا بڑے عمدہ اور احسن انداز میں درس دیا۔ درس کے اختتام پر شب بیداری کے اختتام کا اعلان ہوا اور رفقاء اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔ (مرتب کنندہ: محمد یونس)

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ ترین پٹھان فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 32 سال، تعلیم ماسٹر ان سائیکالوجسٹ، قد "9'.5، رنگ گورا، ذاتی کاروبار، دینی مزاج کے حامل کو دوسری شادی کے لیے (پہلی بیوی کو طلاق۔ ایک بیٹی ہے) ترجیحاً کنواری، ذات پات کی قید نہیں۔ پڑھی لکھی، دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-6303195

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال زیر تعلیم بی ایس آنرز اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)، تعلیم دین کورس مکمل، خوبصورت، خوب سیرت قد "6'.5، دینی مزاج کی حامل کے لیے نیک اور قابل لڑکے کے والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0300-8808225

☆ لاہور میں مقیم فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم بی کام، بی ایڈ، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے ترجیحاً لاہور کے رہائشی، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ برائے رابطہ: 0300-4701016

☆ لاہور میں مقیم، بیٹی، عمر 18 سال، تعلیم ایف اے (جاری) کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔

برائے رابطہ: 0300-4708607

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن — دعائے مغفرت

☆ انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے صدر جناب ثاقب رفیع شیخ دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

☆ فورٹ عباس تنظیم کے رفیق مقصود احمد خالد کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے ملتزم رفیق اشفاق شیخ کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0333-2782951

☆ حلقہ پنجاب شرقی، ساہیوال کے ناظم محترم جاوید اقبال کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0322-9200345

☆ چک شہزاد تنظیم کے ناظم بیت المال جاوید شاہ کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ مقامی تنظیم بہارہ کہو کے امیر آفتاب عباسی کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ ہارون آباد غربی کے رفیق آصف علی کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0340-7270766

☆ حلقہ اسلام آباد کے سابق ناظم بیت المال طاہر حیات کی والدہ وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ کراچی شمالی، فیڈرل بی ایریا کے ملتزم رفیق محمد فرید کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0321-3894774

☆ سکھر تنظیم کے ملتزم رفیق ممتاز علی کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0307-3640602

☆ حلقہ پنجاب شرقی کے ناظم دعوت محترم محمد منیر احمد کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0321-7598646

☆ حلقہ مالاکنڈ، تیمر گرہ کے مبتدی رفیق زاہد رحیم کے والد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0336-2631426

☆ ہفت روزہ ندائے خلافت کے کمپوزر محمد خلیق کی دادی اور چچا / عبدالغفور مسافر کی خالہ اور خالہ زاد بھائی وفات پاگئے۔

☆ رحیم یار خان کے امیر پروفیسر سجاد منصور کے بھائی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0321-6776902

☆ فورٹ عباس تنظیم کے نقیب عبدالصمد انجم کی دادی وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0345-7063227

☆ ہارون آباد غربی کے نقیب محمد ناصر محمود کے سسر وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0345-7058532

☆ حلقہ گوجرانوالہ، گجرات کے رفقاء امان اللہ، احسان اللہ اور رفیق اللہ کے بھائی اور زین العابدین کے تایا وفات پاگئے۔

☆ حلقہ ملاکنڈ، بٹ خیلہ کے ملتزم رفیق قاری امیر رحمٰن کے چچا وفات پاگئے۔

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے ملتزم رفیق فرقان قمر کی ساس وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0333-3008932

☆ ملتان شہری تنظیم کے نقیب محمد اشرف کے بہنوئی وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0333-6039704

☆ دفتر حلقہ اسلام آباد کے معتمد یوسف عزیز عباسی کی سگی بھانجی وفات پاگئیں۔

☆ اسلام آباد شمالی کے وقار احمد قریشی کی ساس وفات پاگئیں۔

☆ حلقہ فیصل آباد کے ملتزم رفیق فیضان حسن جاوید کی نانی وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0332-6848387

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

TANZEEM-E-ISLAMI

<u>Press Release</u>: 04 February 2019

Seminar on the topic "Kashmir Conference" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami

Lahore (PR): A seminar entitled "Kashmir Conference" was held on Sunday 3 February 2019 under the auspices of Tanzeem e Islami at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore.

While addressing the seminar, the Ameer of Tanzeem e Islami, **Hafiz Aakif Saeed**, said that the relationship between Pakistan and Kashmir is *"La Illaha Ill Allah"*. He remarked that if the Islamic System was implemented in Pakistan then it would become difficult, rather impossible, for India to create hurdles in the way of the freedom of the people of Occupied Kashmir. Therefore, he concluded, that the real and meaningful help and assistance for the people of Occupied Kashmir would be that we mould Pakistan into a genuine Islamic Welfare State.

In a recorded audio message played on the occasion, the Chairman of the All Parties Hurriyat Conference (G), **Syed Ali Shah Geelani**, said that the governments and political leaderships in both Pakistan and Azad Kashmir should unmask before the world the atrocities and brutalities of the Indian Occupation Forces on the people of Occupied Kashmir and the cruel methods being used in order to suppress the indigenous movement for freedom of the people of Occupied Kashmir. He appealed to the Muslims around the world to highlight the Kashmir issue on every available forum.

While expressing his views in the seminar the renowned scholar, **Orya Maqbool Jan**, noted that no Islamic Movement can be successful in achieving its goals by making the ideology of "geographical boundaries fashioned by the modern nation state" as the basis for its struggle. Once we stand and strive for the revival of Islam, all problems facing the Muslim Ummah today, including the issues of Kashmir and Palestine, would be resolved.

While addressing the seminar, the renowned leader and the Deputy Ameer of Jamaat-e-Islami, **Dr Farid Ahmad Piracha**, remarked that the case of the Kashmir issue is very strong, yet the advocate for it is extremely weak. Pakistan has failed to make substantial efforts in highlighting the Kashmir issue at the international level and not presented it with the vigor with which it ought to have been advocated.

While addressing the seminar, the Markazi leader of Tanzeem-e-Islami, **Ayub Baig Mirza**, said that Pakistan had made huge blunders in the matter of the Kashmir issue and the biggest of them all is that Pakistan has forgone the basic Ideology of its creation – the same basis on which the people of Indian Occupied Kashmir were fighting and striving even today.

While addressing the seminar, the Markazi leader of Jamaat-ud-Dawa, **Professor Hafiz Masood Kamal**, said that the movement for the freedom of Indian Occupied Kashmir was currently in its final stages and the success of the movement would not only have a positive impact on the Muslims of this region, but the entire world.

While expressing his views on this occasion, the representative of the Hurriyat Conference, **Engineer Mushtaq**, said that while India openly violated the universally accepted norms of Human Rights, yet labelled all those protesting for their freedom in Occupied Kashmir as "terrorists" to serve its own nefarious designs.

While addressing the seminar, the scholar from Tunis, **Fazal bin Muhammad**, said that the people of Indian Occupied Kashmir had already won the war for freedom from illegal Indian Occupation on the diplomatic, moral and legal fronts. The only thing left is the formal "declaration" of their success. At this juncture, Muslims from around the world ought to keep the Kashmir issue alive.

Issued by
Ayub Baig Mirza
Markazi Nazim of the Press and Publications Section
Tanzeem e Islami, Pakistan

<u>Editor's Note</u>: ***This Press Release was issued following the Seminar on the topic "Kashmir Conference" held under the auspices of Tanzeem-e-Islami on Sunday 3 February 2019 at Qur'an Auditorium, New Garden Town, Lahore***

Vol: 28 Regd. C.P.L NO. 114 No.8

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore